

مہا یوگی

اوم دھما

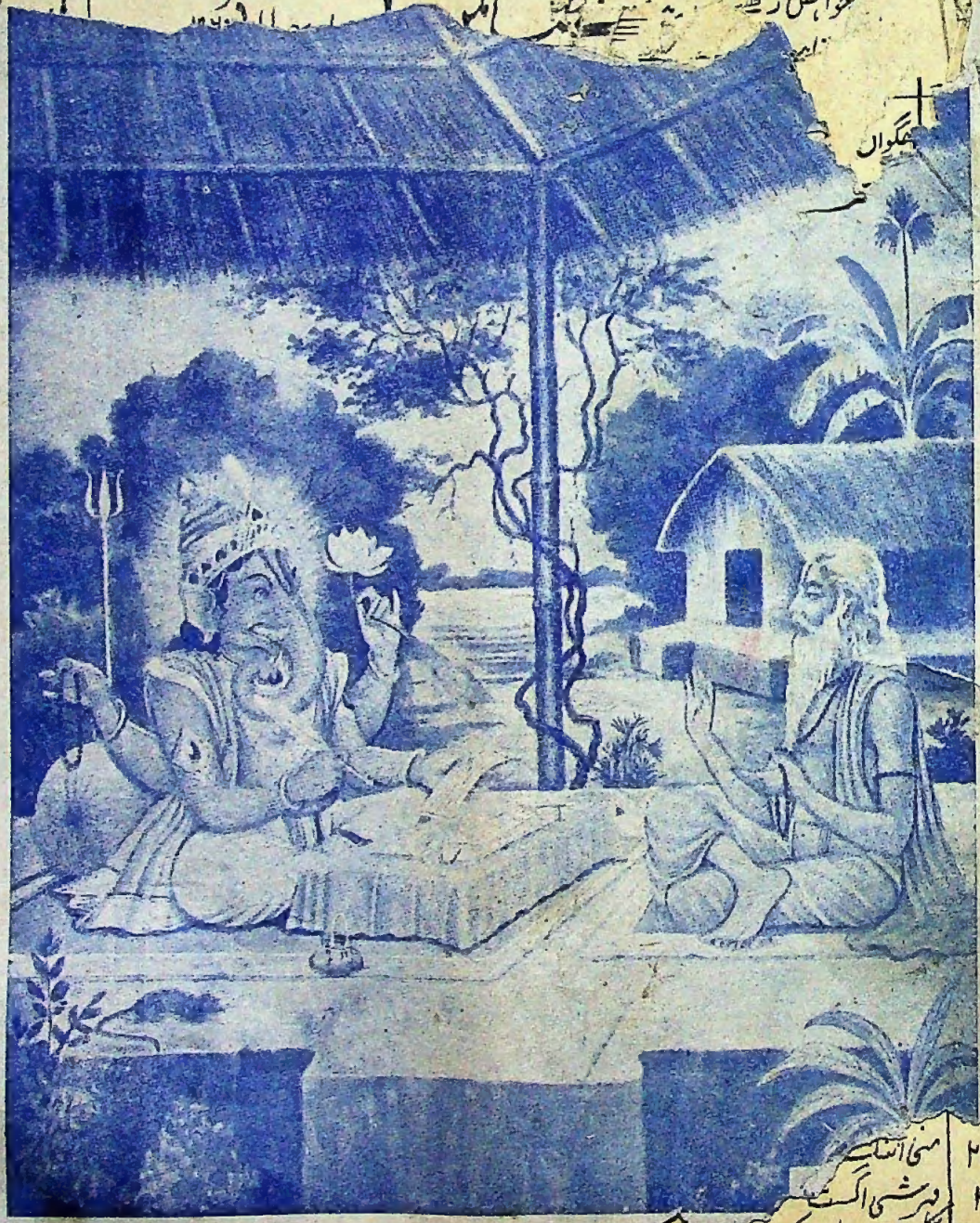
قیمت

فی پرچہ

مملکت خیریت ۲۰/۱۱/۱۹۳۲ء

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ
دور دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست سچ
اس میں ہے۔ تو تو میرے دل کر بات
خواہش رکھتے

راگ



ہنگواں

منی اسٹاکس ۲۳
دہشتی اگست ۳۲
بھگوان دیویاس کے جرنل ۲۵

نظام کے لئے

ملک میں ٹاپ ٹول کا ایک مشترک و سہل نظام رائج کرنے کے لئے ایک اور اہم قدم اٹھایا گیا ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ریاستوں اور مرکزی نظم و نسق کے علاقوں کے منتخب حصوں میں میٹرک باؤں کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی۔ اس برس ماہ اکتوبر سے ان علاقوں میں صرف میٹرک باٹ ہی قانونی باٹ تصور کئے جائیں گے۔

اپریل ۱۹۶۰ء سے جموں و کشمیر کو چھوڑ کر باقی سارے بھارت میں میٹرک باؤں کے استعمال کی اجازت دے دی گئی ہے۔

اپریل ۱۹۶۲ء میں، دیش بھر میں میٹرک باؤں کا استعمال لازمی ہو جائے گا۔

میٹرک نظام آسانی و یکسانی کے لئے

جاری کردہ بھارت سرکار

مہا یوگی

اوم دہلی

پہلی بابیت ماہ جولائی ۱۹۶۱ء

قیمت

فی پرچہ

اکھانہ

تملک غریب سے ۱۰/۱۰/۱۰

گور

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ وہ دریا کی ہے۔ اس میں زیر دست سب اکس ہے۔ تو تو میرے دل کو بات نہ خواہش رکھتے

نام مضمون نگار

نام مضمون نگار

نام مضمون نگار

| نمبر صفحہ | نام مضمون نگار | نمبر صفحہ |
|-----------|-------------------------------------|---------------------------------|
| ۲ | سوامی پری پورنا ننت جی | ۱ بھگوان دی وید ویاس |
| ۳ | مسو امی رام | ۲ ویاس پوجا |
| ۴ | شری دیکشن جی وکیل | ۳ گورو جنوں کے امرت وچن |
| ۸ | ماخوذ | ۴ رام سندیش |
| ۹ | ساغر نظامی | ۵ شراب وحدت (نظم) |
| ۱۱ | ہاتما دولت رام جی | ۶ ہاتما گاندھی کے زیریں خیالات |
| ۱۲ | سوامی پری پورنا نند جی | ۷ سا برمتی کا سادھو (نظم) |
| ۱۶ | شری سوامی گوپند آنند جی ہاراج | ۸ شرمید بھگوت گیت اور بھگتی |
| ۱۷ | شری شودیال جی ایم ایس | ۹ گورو جرنوں میں (نظم) |
| ۲۱ | شری لوبت رائے جی شوری | ۱۰ گوپند لیلہ |
| ۲۲ | لالہ کانشی رام جی جیاولہ | ۱۱ سوامی ویلکانند جی |
| ۲۴ | ڈاکٹر راج پساد جی درما | ۱۲ بزم تصور (نظم) |
| ۲۵ | ہاتما ہری سنگھ جی ہاراج | ۱۳ آتمہیل |
| ۲۷ | دیوان پنڈی داس جی چوہڑہ | ۱۴ بنائے تکمیل |
| ۲۸ | شری شرر سیلانی | ۱۵ دھرم اور سداچار |
| ۳۰ | کوی چل | ۱۶ پر بھو درشن |
| ۳۲ | لالہ مہن ناتھ جی کھنڈی ایس۔ بی۔ ٹی۔ | ۱۷ ساتوک دھار دھارا |
| ۳۵ | شری بھاگ مل جی سنایشی | ۱۸ مانو ہے کہاں تو |
| ۳۷ | ہاتما شہنشاہ جی ہاراج | ۱۹ ایک ہاتما کا پر ساد |
| ۳۹ | دیوان پنڈی داس جی چوہڑہ | ۲۰ گپان پرکاش |
| ۴۱ | شری بھنوت | ۲۱ دنیائے دون |
| ۴۲ | شری بھنوت | ۲۲ ست سنگ |
| ۴۴ | ارکوی دل (نظم) عقیدت کا کھنڈ | ۲۳ منی اتناک |
| | ارکیاں چند جی | ۲۴ دہرشی اگت |
| | | ۲۵ بھگوان ویو ویاس کے جرنوں میں |

تعاریف

بھگوان شری دی

ادبرہم لین شری سواہی گوہنہ آئندہ جی ہاراج

| | | | |
|-------------|--------|-----|----------------------|
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | ادم اکر رہم متا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | ارتھ اس کا خوب گٹا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | بند سے ہر ہم بنایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | یکتی سے بند بٹایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | مکتی کا راہ دکھایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | بندھن کا بھرم گویا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | ویدوں کا سار سنایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | جیو۔ ایشر بھید اڑایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | دوئی کا پٹیل اٹھایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | ایکو ہی اک برکٹایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | سرکال کا خوف چکایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | بھرم آو آکون ٹھایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | گیت اپر مار کر دیا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | ہے کرم لوگ سکھایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | پرگور ایش سنایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | مایا کو مٹھیا گایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | دیش مایا روپ بھلایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | تو درنشا ست بتایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | یہ سب انکار کرایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | سوتوں کو آن جگایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | اک پکا سبق پڑھایا |
| شری دیاس نے | کس نے؟ | جی! | ست ہی گو بند دکھایا |

مہابوگی

اس پرچا

مُشرک کے پاک قدموں میں شکرانہ
از قلم شہری پیری پورن آسنہ دیورن رشی کیش

۱۔ میں قراں باقیئے دہ دنیا جس نے نذرانہ
۲۔ کہیں تھا رنج و کلفت میں گھبراتا تھا
۳۔ زمانہ تھا ترستا تھا کہیں اک بوہل چا
۴۔ روزگار نہ کہنے کو تاتے کون تھا فرمایا
۵۔ قدم ساتی کے چھوڑ کر کہیں دل کی حالت کو
۶۔ مسرت ملی جب کہ جسم جان دل سب کچھ
۷۔ بہتسی بخودی کی اتناں تک نہ گئی
۸۔ سرور و علم و متی ہو انجور ہوں یاں تک
۹۔ نظر آتا ہوں چلتا اور بھرتا گوزمانے میں
۱۰۔ میں نے توحید قراں عجب حالت ہوئی طاری
۱۱۔ تیرے احسان کا ساتی ملے کچھ نہیں سکتا
۱۲۔ ہے بندوں کی دُعا دل سے تیرے بار میں پورن

چھڑا جسم و جاں ہے بتایا مجھ کو جانا
ہوں حالت میں یکساں ہو سرم میں خزانہ
بالباد چھکتا ہے نہ اب خالی ہو پیمانہ
طلسمی کھیل ہے نیا کہیں ہوگا نہ اب کھانا
ہے اڑتی قطری میری ہو بنتا بحرِ فرزانہ
قدم پاک ساتی میں ہیں بیش نذرانہ
نہ اپنا ہی رہا کوئی رہا کوئی نہ بیگانہ
نہیں یاد تک ہوتا کہیں آنا کہیں جانا
لے پھر جسم کو ہے یہ اسکا آب اور دانہ
یہ غیریت ہے کھاتی کسی سے اب نہ یارانہ
سخن کے چہ بھولوں گا ہوں کرتا پیش شکرانہ
ہے آباد اساتی تیرا برسوں یہ میخانہ

گور و جنوں کے امر

بھگوان وید ویاس

بمعن کرم دہرم کے خلاف نظر آتے ہیں لیکن ان کے کرنے والے کو یاب نہیں لگتا اگر کسی کی جان جھوٹ بولنے سے بچتی ہو تو وہ جھوٹ سچ بولنے سے زیادہ بہتر ہے۔ جیسے کوئی نکلے قصائی سے چھکارا یا کھیاگ گئی ہو۔ اور قصائی کسی شخص سے بڑھ کر کھائے کھڑ گئی۔ تو اگر نہ لہجہ بولا جائے تو کائے کی جان جاتی ہے۔ اس لئے ایسا سچ گناہ عظیم ہوگا۔ اور جھوٹ بنیہ۔ برہمن کی تعظیم کرنا بنیہ ہے۔ لیکن جو برہمن بارستک ہو، شاستروں کے ورودھ جیا ہو۔ آچار بھرت ہو جاوے اس کی تعظیم نہ کرنا گناہ میں داخل نہیں ہے۔ درخت کٹوانا گناہ ہے۔ مگر گھوڑوں کے لئے جنگل کٹوانا گناہ نہیں ہے۔ دان بنیہ اور ایشور اروہنا سے یاب نشٹ ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ آئندہ کے لئے ایسا یاب نہ کیا جاوے۔ گائتری کا یاب گنگا کے تپ پر یا کسی مندر میں بیٹھ کر کرنے سے تمام یاب دور ہو جاتے ہیں اور نہ دان کرنے والا بھی گناہوں سے رہائی حاصل کر لیتا ہے۔ شری ہری کے مندر میں جا کر درشن کرنے سے بھی یاب دور ہوتے ہیں جو چپ اور تپ کرنے والے ہیں۔ جن کو تم گیان ہو چکا ہے۔ نیز جو دیو دیوں کا پاتھ کرتے ہیں اور ہکا درشن تیرتھ کا سادہ سپر رکھتا ہے۔ گڑھی کے لئے واجب ہے کہ وہ دیوتاؤں۔ ریشیوں۔ مینوں اور بنبرگوں کو بھونگ لگا کر کھائے۔ رقص۔ بازی اگر مسخرے شریابی چور اور جھگڑا کو غیرات دے۔ نیز جو براہمن دیا ہیں ہے۔ باصلاح ہے۔ دغا باز ہے۔ اس کو یاب نہیں دینا چاہیے وہ بغیر یابی کے کنوئیں کی طرح ہے۔

جگت گور و بھگوان شنکر اپارہی

لے مشر! دھن کی ترشنا چھوڑ۔ سنو ش کو گریہ نہ کر۔ استریا تیر۔ دھن مکان۔ ان میں سکھ کی آتما مست کر۔ یہ تمام باتھ ناشران ہیں۔ کام کر دھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کا تیاگ کر۔ اور میں کون ہوں۔ اس پر کار آتما کی کھونج کر۔ آتم گیان سے رہت منش جنم مرن کے چار سے بھی چھوٹ نہیں سکتا۔ تھیں۔ جھیں۔ سبھی ستھانوں میں تمام دستوؤں میں ایک ہی سرب دیا یک دشوہر یا آتما موجود ہے۔ اس لشکر کر۔ یاد رکھ کہ دشوہ کے سوائے اور کوئی دستو ہے ہی نہیں۔ اس لئے ابھید بدھی رُوپ ادویا کا تیاگ کر۔ یوگی برہم نشٹہ گور و دھن کے اپدیش اوسا رٹھی ہی ساو دھالی سے پرانا یام اور برتیا مار کا ابھیا س کر اور نقیمہ ایشور دستو کا نہ تیر چار کر اور چاب بہت سما دھی کا بھی دھا پرین (پوری کوشش) سے سمیاد کر۔ نشو و تری۔ برہم نشٹہ سد گور و دھن کے چرن مکلوں کا انہیہ بھگت بن۔ ٹری ہی شردھاکے ساتھ ان کے سدا پدیش گریہ کر اور شیکھر ہی اس اسار سنار کے موہ متا سے بندھنوں سے شکست ہو جاوے دشو اس رکھ اندریوں اور من کے سینہ سے۔ ایک گرتا سے۔ تو اپنے ہر وہ میں سا کھشی درشت ملار دپ سے رہنے والے اس سویہ پر کاش ضرور آتما بھگوان کا سا کھشات کار کر لے گا۔

مہا یوگی شری ارونک گھوش

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ ہندو دھرم دیانت کے زبردست سدھانت پر مبنی ہے اور دنیا میں جس لوگ پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست سچائی ہے۔ امیری الشور سے برار تھا ہے۔ کہ لے پر ناما! اگر تیری ہستی ہے اگر تیرا وجود کہیں ہے۔ تو تو میرے دل کو بانٹتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں کتنی نہیں چاہتا۔ میں ایسی کوئی چیز نہیں مانگتا جن کی اور لوگ خواہش رکھتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ تو مجھے اس جانی کو اس قوم کو اونچا اٹھانے کی شکتی دے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ میں اپنے دلش بایوں کی سید کرنے کے لئے زندہ رہوں۔ مجھے ان سے بہت پیار ہے اور میں اپنی زندگی ان کے ارپن کرنا چاہتا ہوں۔

نہیں بہتر ریاضت کوئی بندوں کی بھلائی سے

مہاتما گاندھی

میرا لوگ ابھی اس کو قبول رام نام ہے۔ یہ میری سنجیدگی بڑی ہے۔ میرے پران کا بھی پران ہے۔ اس کے بنائیں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ میرے اتما کا ہی نہیں۔ بلکہ شریک بھی آ رہا ہے۔ ہمیں فریاد اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے ملا ہے۔ اپنے کو پہچانا ہی الیہ کو پہچانتا ہے اس پہچان کو جس نے اپنی زندگی کا اصول بنایا ہے۔ وہ رام نام کا سمرن نہیں چھوڑ سکتا۔ دن رات رام نام کا جاپ ہونٹ ہلا کر ہی نہیں۔ بلکہ سارے شریک کو اس میں تن نے کر کے جوتا رہے۔ ساتھ ہی پوتر۔ سدھار اور سوار تھناگ اور سیوا پر پورا دھیان رہے۔ تو الیہ کا روپ ہونے کے لئے اس سے بہتر سادھن نہیں۔ میرا دوسرا لوگ ابھی اس تکبوت گیتا کی شرن اور تلسی رامائن کا سوا دھیا ہے۔ گیتا کو میں مانا سمجھتا ہوں۔

سلوامی شوانت سندھ سوتی

اصل میں ایک ہی چیز ہے جس کا وجود ہے۔ صرف ایک ہی برہم یا پرما ہے جو ست ہے۔ وہ ایک رس ہے۔ وہ شدھ جتیا گیان ہے۔ گیاں برہم کی صفت نہیں بلکہ اس کا سُر وپ ہے۔ برہم دھار کرنے والی ہستی نہیں۔ بلکہ خود دھار ہے وہ سُر وگیا نہیں بلکہ خود گیان ہے۔ وہ سُر وکتیمان نہیں بلکہ خود شکتی ہے۔ وہ سب سے سندر نہیں بلکہ خود سندھوتا ہے۔ وہ صفتوں یا گتوں سے بالکل برتر ہے۔ جو بھی گن تصور کئے جاسکتے ہیں۔ وہ اس میں نہیں بلکہ ان میں ہے۔

گورو ارجن

| | |
|---------------------------|--------------------------|
| سوپنڈت جو من پر بودھے | رام نام آتم میں سودھے |
| رام نام سار س پیوے | اس پنڈت کے ایش جگ جیوے |
| ہر کی کی کتھ ہر دے بسا دے | سوپنڈت پھر جونی نہ آدے |
| بید پران سرتی بوجھے مزل | سوکھم میں جانے استھول |
| چہودرنا گوشے ایش | نانک اکس پنڈت کو سدا ایش |

لے دتا = چار درن۔ براہمن۔ کھتری۔ دلش۔ شور۔

سوامی گوہنہ داندجی

(۱) جب تک دیہہ داسنا (شریہ کا بناؤ متناؤ) لوگ داسنا (لوگ خوش رہیں۔ اور مان بڑائی ہو) اور شاستر داسنا (شاستروں کے زیادہ پڑھنے سننے کی خواہش) تینوں کو نہ چھوڑا جائے۔ تب تک من کا اٹھنا بند نہیں ہوتا۔

(۲) جب تک دل میں دنیا کا راگ و دیش اور گذارہ کا فکر بنا ہوا ہے۔ تب تک پرماत्मیٰ طرف پورے طور پر چپ نہیں لگتا۔

(۳) جب تک یہہ میں ہنگتا اور پدارتھوں میں اور سمندھیوں میں متناہتہ ہے۔ تب تک راگ و دیش اور فکر بچھا نہیں چھوڑتے۔

(۴) جب تک وشنوں اور پدارتھوں کو ست مان کی سیکھ روپ سمجھا جاتا ہے۔ تب تک ان کی خواہش بھی دور نہیں ہوتی۔

(۵) جب پرش کے من میں دنیا اور دنیا داروں کی طرف سے مستقل اور پورا دیراگ اور پرماتما کے طے کا پورا پریم ہوتا ہے۔ تب ہی تھوڑی کوشش کرنے پر باقی شتم دم آخری ضروری سادھن بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے انتہہ کرشنش ہو کر پرش پورا ادھکاری بن جاتا ہے۔

(۶) ایسی حالت میں جب یہ ادھکاری پرش دجا کر تائے کہ دو پدارتھوں موجودہ یعنی درشٹا اور درکش میں سے میں کیا ہوں۔ تب اس کو ثابت ہو جاتا ہے کہ میں سب کا دیکھنے اور جاننے والا ہوں۔ اسی سبب درشٹا جیتن ہی ہوں۔ میرے سوا من یہ بھی لے لے کر تمام سنار درشٹا جیتن ہے۔ لیکن یہ بات بذریعہ گورو ہی پورے طور پر سمجھ میں آ سکتی ہے۔

(۷) تمام درشٹا جیتن نہیں۔ بلکہ ست بھی ہے۔ کیونکہ دچاستے اس کا جو دلیغی (استنا) پایا نہیں جاتا اور میں ایک ہی ستہ ہوں جیسے تمام لہروں اور ہلکیوں کا پانی بہتا رہتا ہے۔

(۸) جو تمام درشٹا جیتن ہوئی اور ایک درشٹا جیتن ست اور جیتن نکلا جو آپ کا اصل اپنا آپ ہے۔ تو پھر دیت کہاں رہ سکتا ہے۔

جب آپن آپ آپ پار ہرسم
تب سوہ کہاں کس ہودت بھرسم

سنت گیسری

سائنس سچل سوئی جانے۔ ہری سمرن میں جائے
اور سائنس یونہی گئے۔ کہہ کر بہت اُپائے

| | |
|------------------------------|--------------------------|
| گورو سیواتے بھگت کمالی | تب ایہہ دانش دیہی پائی |
| اس دیہی کو سمرن دیو | سو دیہی بھی ہر کی سیو |
| بھو گوہنہ بھول مت جہاؤ | انش جنم کا ایہی لاہو |
| جب لگ جہا روگ نہیں آیا | جب لگ کال گری نہیں کایا |
| جب لگ پکل بھی نہیں پائی | تب لگ بھیج من سازنگ پائی |
| اب نہ بھیج بھیج کب بھائی | اوسے انت نہ بھیجیا جانی |
| جو کچھ کریں سوئی اب سار | پھر پھیتاؤ نہ پاؤ پار |
| ایہی تیری اوسرا یہی تیری بار | گھٹ بہتر تو دیکھ دچار |
| کہت گیسری جیت کے بار | ہو رہا کہیو پکار پکار |

رام سندیش

(ہمالہ کے برفانی آسن سے)

ارے خوفناک نسیان کے شکار! اپنے آپ کو مدت بھولو تمہیں بھڑک دار پھول توڑنے کی ضرورت نہیں جہاں کہیں پھول کھل رہا ہے۔ وہیں تم موجود ہو۔ تم آپ ہی بھنور ہو پھول میں تمہاری ہی میٹھی سگندھی ہے۔ بادشاہ کی جھنپناں تمہاری اپنی ہیں جس کی فریفتگیاں تمہاری اپنی ہیں۔ سونے اور میرے کی چمکیلی کرنیں تمہاری اپنی ہیں۔ کیوں اور کس لئے فصول خواہشات رتھتے ہو؟ سب کے ساتھ اپنی وحدت کو پہچانو! پر ماتما کے ساتھ اپنی یکتائی کو محسوس کرو۔ تم وہی کرشن دیو ہو۔ جو ایک ہی وقت میں سینکڑوں گویوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر ناچا کرتا تھا سمندر میں اور شاہی محل میں۔ باغ میں اور جنگ کے میدان صحرائی میں۔ ہر ایک پر ایٹمیٹ کرے میں تم یکساں طور پر موجود ہو۔

رام سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی سے لٹکا کر کہتا ہے۔ تم جو کمروری اور ناداری کے تنہا کی ہو رہے ہو۔ دراصل سرو شکتیمان بھگوان ہو۔ خود رام ہو۔ اپنے آپ کو اپنے خیال میں قید کر دو۔ جاگو جاگو! اپنی نیت اور خواب دنیا کو پسے جھاڑ پھینکو۔ تم کس لئے مصیبت اور بے کسی کے مارے پیشے پھرتے ہو۔ جب کہ سب کچھ تم ہی تم ہو اور تمہارے سوا کوئی دوسرا ہے ہی نہیں اور! آتم گیان میں جاگو۔ پھر سب علم و الم کا دور ہو جائیں گے۔ تم آپ سائے آئندہ کا سار ہو۔ ساری خوشیوں کی روح ہو۔ کون ہے جو تمہارا بال بھی بیکا کر سکے؟

رام کی خاطر اپنے آپ کو پہچانو۔ کیوں دیر لگاتے ہو۔ آتما کو ایسا پہچانو جیسا کہ پہچانتے کا حق ہے کیا تم دن رات لگا کر گری می اور اتھاک کوشش کے ساتھ خوشی کی تلاش میں لگ کر حیرت انگیز کام نہیں ہو رہے ہو؟ اپنے آپ کو مورکھ مت بناؤ۔ محسوسات میں آندھ مت ڈھونڈو۔ اور جو اس کے بہکائے ہوئے باہر کی بیسو و تلاش چھوڑ دو۔

امرت کا سمندر تمہارے بھیت ہو جئے۔ سورگ آج تمہارے اندر ہے۔ تم تو امرت کے امرت ہو۔ اپنے من اور جگت کو پرتا کے انو بھو میں گلا دو۔ ذرا اپنی خفی خودیوں کو آئند بھری دیوانگی کے حوالے کر دو۔ میرے عزیز و ستم اس فانی جسم کے لئے کیوں اتنے فکر مند ہوتے ہو۔ اس انا تم دستور جسم کے متعلق ایک بار بھی نہ سوچو کہ اس کا کیا حال ہو گا۔ رشتوں کا دم دل سے نکال دو۔ وہ آنکھیں جاتی رہیں جو خدا کو نہیں دیکھتیں۔ اس نل بھٹے جو خواہشات کی مرض میں مبتلا رہتا ہے اپنی اصلی اور سچی پوزیشن کو کبھی نہ چھوڑو اپنی کشتی میں صرف ایک پر ماتما کو لے کر اور سب کچھ جانے دو۔ ہاں جیسے کنارہ جاتے۔ تنہا خودی جائے باد بان! ہاں الیشور پریم کی آندھی چلے اور ابانی ہستی کی کمزوری کشتی کے کمزور اور سیاہ رول کے باد بان کو ہمارے پر ماتما انو بھو کے سمندر میں پہنچا دے خوش ہے وہ جو اس سورگی ہستی میں ڈوب گیا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس الہی دیوانگی کے نشے میں پور ہو چکا ہے۔ عابد ہے وہ جو دنیا کی طرف سے بے خبر ہو کر آتم آندھ میں مگن ہو گیا ہے۔

(سوامی رام)

شراب وحدت

از قلم لالہ دریا کشن صاحب وکیل

اک ہے شراب وحدت پی کر کے مست ہو جا
دُنیا بورد رہی ہے رنج و محن سے عاجز
خلق خدا کے بت ہر روز مر رہے ہیں
جب تک امانیت کی بو ہے ذرا بھی باقی
مکھڑا دکھانا اپنا تاکہ جگت ہو سہینا
شکل اور نام دو میں دُنیا یہ تقسم ہے
ہر رنگ میں رنگا ہے ہر پھول میں با ہے
معلوم و ظہور و علم سب ایک ہی تو ہے وہ
دیراگ بھی بڑھے گا گھر بار بھی چھٹے گا
گیت کو پڑھتے رہنا درِ زباں بھی کرنا

اصلی نشہ یہی ہے باقی شراب کیا ہے
خود کردہ کی سرائے اس میں عتاب کیا ہے
پھر بھی یہ من و مانی اس کا جواب کیا ہے
تب تک نظر نہ آوے زیرِ نقاب کیا ہے
ہر دم کی ہمنشینی پھر یہ حجاب کیا ہے
ہے خواب کی سی حالت اس کا صاب کیا ہے
رنگ انا رکیا ہے بوئے گلاب کیا ہے
ذاتِ احد ہے قائم بس اور جناب کیا ہے
سب رفتہ رفتہ ہوگا اس میں شتاب کیا ہے
دو گیان کی ہے کنجی فصل اور باب کیا ہے

گر وہ کی دیا سے ہوگا تجھ کو یقیں واثق
جب تک یقیں نہ ہووے دیار اور کتاب کیا ہے

مہاتما گاندھی کے رین خیالات

سیچ کی پوجا

میں اس پر ماتا کی پوجا کرتا ہوں۔ جو لاکھوں بے زبان لوگوں کے دلوں میں رہتا ہے۔ خواہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس نہ کرتے ہوں۔ لیکن میں ضرور کہتا ہوں۔ اور میں ان لاکھوں انسانوں کی خدمت سے ہوا تھا جو سچ ہے کی پوجا کرتا ہوں۔

ایشور کی مہتی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ ساری دنیا ہی اس کی مہتی سے انکار کرتی ہو۔ اسی طرح خواہ عوام سچ کے وجود سے انکار کرتے ہوں۔ سچ کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ سچ اپنے ہی سہارے کھڑا رہتا ہے۔ سچ کی تلاش ہی ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ ہماری تمام سرگرمیاں سچ پر ہی مرکوز ہونی چاہئیں۔ سچ ہی ہماری زندگی کا دار و مدار ہونا چاہیے۔ سچ کے بغیر ہماری زندگی کا کوئی فائدہ یا اصول کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ایشور سچ ہے یا سچ ہی ایشور ہے۔ سچ یعنی ایشور کی مدد سے ہم دنیا کے تمام سائل اچھی طرح سلجھا سکتے ہیں۔

بھگت کی تعریف

جو کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ جو دوسروں کو فیض پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو خود غرض نہیں ہے۔ جو اپنی بڑائی نہیں کرتا۔ جسے سکھ دکھ گرمی سردی برابر ہیں۔ جو دوسروں کے عیب معاف کر دیتا ہے۔ جو ہمیشہ صابر ہے جس کے ارادے کبھی بدلتے نہیں۔ جس نے سب کچھ ایشور کے سپرد کر دیا ہے۔ جس سے لوگ گھبراتے نہیں جو لوگوں سے خوف نہیں کھاتا۔ جو پاک ہے جو فعل کرتا ہوا بھی فعل کے تقاضے سے آزاد ہے۔ جو بھید بڑے کا ترک کر دیتا ہے۔ جو دوست اور دشمن کو برابر سمجھتا ہے۔ جو مان ایمان کی پرواہ نہیں کرتا۔ جسے تعریف سے خوشی اور شکایت سے نفرت نہیں ہوتی۔ جو خاموش رہتا پسند کرتا ہے۔ جسے گوشہ نشینی سے محبت ہے۔ اور جسے دائمی سرور حاصل ہے۔ وہی بھگت ہے۔

ہندو دھرم

ہندو دھرم ایک زندہ دھرم ہے۔ اس میں بھرتی اور کھوٹا ہوتی ہی رہتی ہے۔ وہ دنیا کے اچھے اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ بنیادی طور پر وہ ایک ہی ہے۔ لیکن درخت کی طرح وہ مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ ہندو دھرم گنگا کا بہاؤ ہے۔ اصل میں وہ صاف ہے۔ لہتے میں اس پر نیل چڑھتا ہے۔ پھر بھی جس طرح گنگا کا پانی ہمارے لیے ہر طرح مفید ہے۔ اسی طرح ہندو دھرم بھی بہاؤ ہے۔ لے فائدہ مند ہے۔ ہندو وہ ہے۔ جو ایشور میں یقین رکھتا ہے۔ آتما کے داہی ہونے۔ مسکند ساخ۔ افعال کی بندش اور نجات میں یقین رکھتا ہے۔ اور اپنی روزمرہ کی زندگی سچ اور عدم تشدد پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گائے کی حفاظت کرتا ہے اور درن آتشرم دھرم کو سمجھتا ہے۔ اور اس پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

ورن آشرم دھرم دنیا کو ہندو دھرم کا ایک لائانی تحفہ ہے۔ ہندو دھرم نے ہمیں خوف سے آزاد کر دیا ہے۔ اگر ہندو دھرم میرے سہارے کو نہ ہوتا تو میرے لئے خودکشی کے سولے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ میں ہندو اس لئے ہوں کہ ہندو دھرم ہی وہ چیز ہے جو دنیا کو زندہ رہنے کے لائق بناتا ہے۔
بھگوت گیتا اور کسی راہبائن سے مجھے بڑی تسکین حاصل ہوئی ہے۔ میرے دل پر ان دو کتابوں کی گہری چھاپ ہے۔

میں اپنے آپ کو سنا تہی ہندو کیوں کہتا ہوں

۱۔ میں ویدوں، اُپنیشدوں، پرالوں اور دوسرے ہندو گرنتھوں میں یقین رکھتا ہوں۔ میں اوتار فلاسفی اور سائنس میں بھی اعتقاد رکھتا ہوں۔ (۱) میں ورن آشرم دھرم کو خالص دیکھ طریقے سے مانتا ہوں۔ لیکن میں آج کل کے روایتی اور ادھوڑے ورن آشرم دھرم کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ (۲) آج کل جس طریقے سے گائے کی حفاظت کی جاتی ہے میں اس سے کہیں زیادہ اچھے طریقے سے گائے کی حفاظت کرنے میں یقین رکھتا ہوں۔ گائے کی حفاظت ہندو دھرم کا ایک مرکزی اصول ہے۔ گائے کی حفاظت مجھے نزدیک تمام نئی نوع انسان بکتر نام جانداروں کی حفاظت ہے۔ گائے کی حفاظت ہندو دھرم کی طرف سے دنیا کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ جب تک ہندو گائے کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ ہندو دھرم زندہ رہے گا۔ (۳) میں مورتی پوجا کے خلاف نہیں ہوں۔
ہندو دھرم ایک پرانا دھرم ہے اور اس میں دنیا بھر کے دھرم سماکتے ہیں۔ ہندو دھرم میں دنیا کے بڑے بڑے اولیاء اور پیغمبروں کی جگہ ہے۔ یہ کوئی تبلیغی مذہب نہیں ہے۔ اگرچہ اس میں بڑی بڑی قومیں جذب ہو گئی ہیں لیکن یکسی تبلیغ کا اثر نہیں۔ بلکہ یہ ایک ہندو دھرم کی خاصیت ہے۔ ہندو دھرم ہر ایک کو اپنے دھرم باعقیدہ کے مطابق خدا کی پرستش سکھاتا ہے۔ اس لئے اس کے اندر سب مذہبوں کے تیش رواداری اور یگانگت کا ہونا ضروری ہے۔

جس طرح چھوٹ چھات ہندو دھرم کے ماتھے پر ایک ہندو دھرم ہے اسی طرح جانوروں کی قربانی بھی ایک لعنت ہے، میری نظر میں کالی دیوی پر بکوروں کی قربانی ایک غیر مذہبی فعل ہے۔ اور میں اسے ہندو دھرم کا حصہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی زمانے میں جانوروں کی قربانی کا دلچ تھا لیکن میں اسے دھرم خیال نہیں کرتا اور یہ ہندو دھرم بھی نہیں ہو سکتا۔

زندگی کا مقصد

زندگی کا ایک مقصد ہے اور وہ ہے اپنے پیدا کرنے والے سے روحانی تعلق پیدا کرنا یا اس کے لئے کوشش کرنا۔ اپنی کمزوری یا خامیوں کے سبب ہمیں اس معیار سے نیچے نہیں کرنا چاہیئے مجھ میں کمزوریاں یا خامیاں دونوں ہی ہیں۔ مجھے ان کا دکھ بھی ہے۔ لیکن میں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ پراعتقاد سے کام لیتا ہوں اور مجھے یہ باتیں گیتا سے ملتی ہیں۔

رام نام کا اثر

آپ کے لئے میرے لئے اور جو سمجھیں ان سب کے لئے رام نام تو رام نام دو ہے۔ رام نام پاکیزہ اور صحت و انسان کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے جیسے پاپی اور بیمار لوگوں کے لئے ہے۔ اس لئے کوئی پھل لے یا نہ لے۔ ”رام نام“ کی رٹ تو مگی ہی رہنی چاہیئے۔ اگر رام نام کی یاد سچے دل سے کی جائے تو اس سے ضرور ہمارا روحانی سفر دراصل ہوتا ہے۔
دکھو پتی راگھو راجہ رام۔ پتت پادون سیتا رام

سابرمتی کا سادھو

ہزار انجم و خشاں سچڑ کر تو نے
 سحر تھی زور غے لی تو شب تھی بے انجم
 ہر اک شعاع تھی جس کی استیاری کی
 دل خواص کو تو نے غم عوام دیا
 فغان نیم شبی کو نہی ترپ بخشی
 نزاکت گل دلالہ کو دی صلابت برق
 جوانی تو تہ از بھول بیٹھے تھے
 جو کا پنتے تھے صمدوں کے چہچہانے سے
 جہشت سنگ کا اک طھیر تھی سیاہ
 نہ موج ہی چھو اور نہ سبزہ و گل کو
 بہار کو شفق کی کر دیا لہو نے ترے
 شبِ سنیہ کو کیا مطلع سحر تو نے
 شبِ سحر کو بنایا شبِ سحر تو نے
 سنائی رات کو اس صبح کی خبر تو نے
 عطا عوام کو کی چشم حق نگر تو نے
 دعا کی بے اثری کو دیا اثر تو نے
 مزاج گاہ کو بخشا دمِ شہر تو نے
 لگا دیا انہیں دوس میں بالِ پرتو نے
 عطا کیا انہیں شاہین کا بگڑ تو نے
 اکا دیے انہیں رشِ بامِ درو تو نے
 کچھ اس طرح کے آزاد بحرِ درو تو نے
 چمن کی خاک کو بخشا لبِ لبِ درو تو نے

دل زمانہ و مکتا ہے گے کا صدیوں تک

لہو سے ثبوت کیا نقش کا لہر تو نے

ساف نظامی

شریمدھکوت کیتا اور ہکیتی

— از قلم جہانما دولت رام جی —

مثنیہ جیون کا لکش باقی تمام پہانیوں کے جیون کے لکش سے بالکل وکلش ہے۔ تمام سرشتیں یعنی کائنات اسی ہی سیوا کے لیے
 قیمتی ہستی ایک دیویوں میں پرگٹ ہو کر آگئی، دایو جیل بجلی جھوسی اور ان کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہے۔ اور ہر کھش ہا تھ
 باندھے غلام کی طرح سیوا میں لگی ہوتی ہے۔ پٹو پکٹی کیٹ پتنگ ہر چرند پرند اسی کی سیوا میں اپنا جیون سچل مانتے
 ہیں۔ مگر یہ حضرت آدم خود بھی اس سرب شکتی مان پر ماتما کی انبیہ ہکیتی اور اس کے دوار اس کی معرفت یعنی ہم
 ساکشتات کار کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اس کی پہچان اپنی اصل کی پہچان ہے۔ یہ خود شناسی خدا شناسی ہے۔
 ادا اب ذرا غور کریں کہ جہاں اس مثنیہ کے لیے اتنا کچھ پر بھوکے بنادیا ہے۔ اس نے اس کو اپنی پہچان کے
 لیے کوئے سادھن دھیا کے۔ ویدتا ستر (مترقی ستر) کے علاوہ ویدلگ اور پوزن آدی جن جہان آتماؤں کے
 دوارہ ظہور میں آئے۔ وہ خود اسی میں محو اسی میں ترمے اسی میں سما ہوتے ہو کر اسی کا سروپ ہوئے ہوتے
 بیرونی جگت دیہہ اور اس کے سمبندھیوں اور اس کی ضروریات اور پرکشش و لیبوں سے بالکل ہٹ کر انتر واپیہ تیاگ
 میں ہمدوت ہو کر محض آتما کار یا برہما کار ورتی میں یمن ہوئے ہوتے اپنے پیروں آتما سروپ کے ساتھ جچان اچھید
 اور تدروپ ہوئے ہوتے اس کی معرفت پھرے مترقی کے منتروں کی معنوی حالت کے حظ سے محظوظ ہوئے سرب شکتی
 سمیع ہوئے ویدانتروں کے درشتا یعنی رشی کہلائے۔ یہی وہ رشی ہیں جن پر سرب سے پہلے مترقی کے منتروں کا
 سرشتی کے آرنجہ میں ظہور ہوا۔ اور ان کے دوار پر میرا ہے بھنگ وہ گیان درشن گر نفخوں ایک پر کرن گر نفخوں وید بھاشیوں
 لیکا دیکا کاریکا اور ورتی آدی کے روپ میں ظاہر ہوئے آئے۔ لیکن جہاں یہ سب گرتھ کار ہمارے لیے اتنا پریتن کر
 گئے کہ جتنی معرفت کا خزانہ ہمارے لیے بلاسا وضہ سرل سے سرل طریقہ سے ہماری بدھی کی منتنا کا خیال کر لے ہوئے
 بنا کر چھوڑ گئے۔ اتنے دستار سے کہنے کے ساتھ ساتھ سوتروں کی لامثال مختصر شکل میں بھی بنا کر کوڑہ میں سند رکھ کر دیا۔
 اومان سوتروں پر شکر آچار یہ جیسے جہان وودانوں نے بھاشید مود دلیل اور ہر مان لکھنا سے خارج کیا۔ اور ان پر ایک
 سنکرت لیکا کے لیکا کاؤں نے سنکرت بھاشا کو چار چاند لگا دیے۔ اتنا ہی نہیں چھوٹے سے چھوٹے لپہ کون
 گر نفخوں کو لکھ کر ہماری فہم کے مطابق مضمون کو قلمبند کیا۔ تاکہ یہ روشنی کی مشعل ہمیشہ روشن رہے۔ پرانوں کی دلچپ
 کہانیوں کی شکل میں جہا بھارت کے لباس میں اور ویدانت درشن (آریمہانسا) اور پانچل سوتروں کو گت پر بھاشید کی شکل
 میں ختے کہ ہر ممکن طریقہ ہم سے لوگوں کے لیے دیاس بھگوان نے اپنی ساری وید گہ آؤ کو لگا کر ہمارے لیے پرمادھ کا لایا
 تاؤس نیا کیا جس کا پیکاش سمی بکھنے والا نہیں۔ اس پندہ پر یک سنکرت آچار یہ رانج آدی جہاں آچار یوں نے ان پر اپنے بھاش
 لکھ کر دقیق حاد کو سلجھائے ہیں جس سے زیادہ کوشش کی۔ اور آرنج بھی تمام دنیا کے خاص کر یو پ اور امریکہ کے وودان
 اس سنکرت نلا سنی کے آگے سرخم کرنے میں بھر محسوس کرتے ہیں۔ اور اس کا انو بھو حاصل کرنے کے لیے ہالیوڈ کی گودی میں

گڑگا کے تھل پر ایک انت گچھاؤں میں بیٹھ کر ان کا چغتن کر کے اپنا جین سچل کرتے ہیں۔

ان سب جہاز بھاد کے سلسلہ کو دومی شکل بخشنے کے لئے سوائے بھگوان کے اور کون جگت کا کلیان کرنے کے لئے اپنی کرپاؤر شا اپنے اس منشیہ کے ادھار کے لئے کر سکتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں انہوں نے اپنے سری بھکت سوگم گینا کا اپدیش اپنے پر یہ بھگت ارجن کو سنا یا۔ اور عین اس وقت جبکہ وہ اپنے کر تو یہ پالن میں اناتم سریوں اور سمندریوں کے مہوے کر مر سنا ہوا ہوا اپدیش پلنے کے لئے جگت گور و متری کرشن کو اپنے متری اور بدھی اور باہری رتھ کے گھوڑے بانٹنے کے لئے اپنی ایو گینا دیکھ کر سب کچھ ان کے حوالے کر چکا تھا۔

یہ بھگوت گینا سرب شا متری ہونے کے علاوہ سرب اپنشدوں کا سار دپ دودھ ہے۔ اور ان گائے روپ اپنشدوں کا دودھ پینے والا اور ہمیں پلانے والا کچھ اور جین ہے۔ اس کے دھنے والے سری کرشن روپ گنا لاپس اور اس کا سار روپ امرت کا پان کرنے والا برہیمان گلیا سو ہے۔ اس گینا میں کرم آپا سنا اور گیان تینوں سادھنوں کا ایسے گرم ہے کہ پہلے چھ ادھیائے میں کرم کرنے کا سندر دھنگ بتلایا ہے۔ مگر گیان جس کو گینا ہے ترقی شوک اتم دت (گیان دان سب شتوں سے تر جالت ہے) اور اس کے لئے اندر باہر ایک اپنا اتم سروپ ہی سب میں ایو جی ہوتا ہے۔ جس سے اس کو سادھن کی تکمیل ہو کر جیم مرن کے آدوگون چکر سے سدا کے لئے نورنی ہو کر پریم سروپ سے سدا کے لئے استھتی ہوتی ہے۔ اس گیان کے لئے نہ صرف شکام کرم اور نہ ابتکار نا ہی کی ضرورت ہے۔ بلکہ جنت کے سدا دھان یعنی پریم ایکار گنا یعنی دوسرا کھشوپ سے رہت ہونے کی بھی پریم اوست گینا ہے۔ اسی کے لئے دوسرے شک یعنی سناؤں سے بیکہ بارہویں ادھیائے تک متری بھگوان نے اپنے دستور سروپ اور اس کی انندیہ بھگتی کا پرکار اور ددھی بتلایا ہے۔ اور اس طرح مل اور کھشیپ دوش دور ہونے کے بعد ہی گیان کا ادھیکار ہی ہو جائے۔ پر تیرھویں ادھیائے میں شبرہ تھو بودھ کا مذہب کیا ہے۔ اور ساتھ ہی گیان کے انترنگ سادھنوں کو بھی وزن کیا ہے۔ اور بعد میں گنوں کا دھاک دکھلا کر تر گنا تیت ہونے سے انتر و ایوہ ابائے بتلایا ہے۔ اور آنت میں پر شوتم پوک میں برہمانا کی ایک تاکا سندھ ورن کیا ہے۔ اور آخری ادھیادوں میں متری اور من کی مذہبی اور آثار دہار کی شدھی پر در دیکر آنت کے اٹھارھویں ادھیائے میں تمام گینا کا سار کرم آپا سنا اور گیان کا دے ہی شکشیپ ورن کیا ہے۔ جو کہ دوسرے ادھیائے میں آپا کرم کر کے یہاں آپ سنگھار روپ سے ضروری تھا۔ اور سب کا سار اپنے ایک سندھ سروپ میں انبیہاؤ سے اپنی پر چھتا اپنی جیو جھاؤ اور اس کے دھرموں کو بہا دینے یا یورن رہے لین کر دینے کا اپدیش کیا ہے۔ جس کا چل ایک بار پھر دوسرے ادھیائے میں اٹھائے گئے۔

... अशौच्यान... اس لشوک میں شوک رہت انتوں میں شوک نہ کر کے کا جو سکیت کیا تھا یہاں آکر آگیا روپ سے پھر کہہ دیا ہے۔ 'माश्व' (یعنی شوک نہ کر) اور ارجن نے بھی انت میں اپنی کرت کرت بتا کر گٹ کر دی ہے۔ اور سب نے صاف شبدوں میں نہروہ دھرم پرائن پریش کی سو تھا دیے ہوئے کی گھوشا کی ہے۔

ایسی استھتی میں بہرہ چار نہ ہے کہ کرم اور گیان کا نہ کے بیچ میں آپا سنا کا لاکر کھنے کا خاص پر یو جین کیا ہے۔ سو اس کے لئے ہم متری مدھو سودن سواما کے ہی چند شوک یہاں پیش کرتے ہیں۔

(۱) सच्चिदानन्द रूप तत्पूरी विष्णो परमं पदम् ।

यत्प्राप्तये समाख्या वेदा काण्डप्रात्मिका ॥

(۲) कर्मोपास्ति तथा ज्ञानमिति काण्डत्रय क्रमात् ।

तद्रूपाष्टाद्याये जीता काण्ड त्प्रात्मिका ॥

- (۳) — एकमे केन पटकन काण्डसत्रोपलक्ष्यत ।
कर्मनिष्ठाज्ञाननिष्ठे कीर्तते प्रथमान्त्ययोः ॥
- (۴) — यतः समच्छयोनास्ति तथारित विरोधतः ।
भगवद्वाक्म निष्ठा तु मध्यमे परिकीर्तिता ॥
- (۵) — उभयानुगता साह सर्व विद्वानपनोदिनी ।
कर्ममिमाच शुद्धाच ज्ञान मिमाच साभिधा ॥

ارتھ :- (۱) جو ست چیت آند پورن سوپ ہے - وہی دشمن کا پریم پد ہے - اس کی پہاچی کے لئے ہی تین کانڈ والے دید کا آرٹھ ہے -

(۲) یہ تین کانڈ کرم آپسنا اور گیان ہیں جن کی ترتیب یعنی سلسلہ اسی وزن کے انوسار یعنی پہلے کرم پھر آپسنا اور پھر گیان ہے - اسی پرکار یہ بھگوت گینا بھی تین کانڈ والی ہی ہے -

(۳) ہر شتک سے بالترتیب ایک ایک کانڈ کہا گیا ہے - پہلے میں کرم اور پچھلے میں گیان کا وزن ہے -

(۴) کرم اور گیان کا آپس میں درودھ ہونے سے جو تکہ بچے نہیں ہو سکتا اسی لئے بھگوت بھگتی ان دونوں کے درمیان میں گات کی گئی ہے -

(۵) وہ بھگوت بھگتی کرم اور گیان دونوں سے یکت اور دکھنوں کا ناش کرنے والی ہے اور یہ تین پرکار کی ہے -

۱) کرم مشرت بھگتی - ۲) گیان کا سادھن روپ - ۳) شدھ بھگتی اور ۴) گیان مشرت بھگتی -

پرتھم شتک یعنی گینا کے پہلے چھ ادھیانوں میں کرم (نشکام کرم اور اجکارا ریت کرم) کا نزوین کر کے اتما کے ساتھ ملن اپادھی استھول سوکشم ستریک اور خودی کی ہے جس کا مول بیتواو : یا روپ کارن منر ہے - اس کا نزوین کر کے اتما کے شدھ سروپ ارتھات توں پد کا لکھنہ نزدین کیا ہے -

دوسرے شتک میں یعنی ساتویں سے بارھویں ادھیانے تک بھگوت بھگتی کی چٹ میں نشٹا یوگ آدی ساتویں پہا پر کرنی اور آپس پر کرنی آٹھویں میں اکثر برہم یوگ نویں میں نزوح دیا دوا گیان کی گئی کا نزدین ہوا - دسویں ادھیانے میں نت پدارتھ سے واجیہ البتور کر بھوتیوں کا گیان اور گیارھویں میں اپنے وراث سروپ کا بودھ اور بارھویں میں سگن اور نرگن کے بھید کو جاننے کی ایجاد اے ارجن کو اس کے ادھیکار کے انوسار سگن کا سروپ کا بودھ کرایا - اس طرح وستار پوروک شدھ بھگتی کا نزدین اس دوسرے شتک میں کرایا گیا -

تیسرے شتک میں تیرھویں ادھیانے سے لیکر اٹھارھویں پرینت توں اور تین کے شدھ ارتھ یعنی لکھنہ ارتھ کی ایکٹا کو دستار پوروک کا نزدین کیا - اس طرح یہاں بھی گیان مشرت بھگتی یعنی ابھید بھگتی کا نزدین بہت بھلی پرکار سے کیا گیا اور دید کے تینوں کانڈوں کرم آپسنا گیان کا یہ سپر سمندھ مثلاً کر گینا کو سمپت کیا -

مختصر اور کی گئی ساری بحث کالب ولباب یہ ہے - کہ نشکام کرم اور شدھ کرم کے تیناگ پوروک نشکام کرم یعنی وزن آفرم دھرم کو البتد اپن بدھی سے کرنا مناسب اور ضروری ہے - اور یہ سب سے ضروری ہے کہ بھگوان کے نام کا چپ اور استنی آدی کو بھی نہ تیل کے سیکر نشکام بھاؤ سے انہیں کرنا ہی رہے - اسی سے چیت کے پاپ نشٹ ہو کر دو یک کی یوگنہ پیم ہوتی ہے - اور اس دو یک کا مطلب ہے کہ نیتھ اور انتیہ دستوں میں تمیز پیدا ہونا - اس کے پونے ہی انتیہ سناہ سے دیرا گیا اور نیتھ البتور سروپ سے سچی پریتی پیدا ہو - اسی درجہ سے ثم دم اپنی تشکھنا سمدھنا اور مشردھا ہو کر دستوک

سنیاس کا پاتہ ہو سکے گا۔ اور سرد و سنار کے انترک سنیاس ہونے سے ہی سچی موکش اچھا جاگرت ہوگی اور گو رو شرو تری برہم نیشٹھی کی سرن میں جا کر اپنے موکش کے لئے پراگھنا کرے گا۔ اور گو رو دیو برہم اور آتما کے بارے میں سننے اور دیکھنے کو پائے والے جہاد اکبہ آپدیش کو کریں گے۔ اس میں ہی سار سے ویدانت شاستر کی پھلتا ہے اور یوگ شاستر کی پھلتا اسی ویدانت آپدیش کو درڑھ کرنے کے لئے ندرھیاں کرانے میں ہے جس کے بل سے دہریت جہاد وانی نو رتی سمجھو ہے اور اسی سے ویدانت کے جہاد اکبہ دارا اتم بودھ ہو کر صیوں کی پھلتا ہوتی ہے۔

یہی اتم بودھ ہے جس کے پالینے سے رب پرانی مانہ میں سم جہاد پیدا ہوتا ہے۔ برہم دیو اور جگت میں بھید کرنے والی ابادھی بھٹیں ہو جاتی ہے۔ راستوں کا بھید کا ساکھشات کار ہو جاتا ہے۔ اور یہی پہا بھگتی ہے۔ اس کے سادھن روپ سے سگن اور نرگن روپ سے بھگتی کا ندرین پورو میں کہا گیا۔ جس کو پا کے اور ادھیکاری بنانے کے لئے کرم کا ادھیکار صفا فی قلب کی خاطر شروع میں قبول کرنا لازم ٹھہرایا گیا تھا۔ یوں تمام کرم اُپاسنا اور گیان ایک ہی منزل کو پہنچانے کے لئے درجہ بدرجہ پرگٹ ہو کر برہم کلیان کے ہستیو ہو سکتے ہیں۔ ورنہ ان کے ان تینوں کا اثر ٹھکان کبھی بھی ممکن نہیں۔

اقوالِ ناسیب
جولتا ہے وہ راہ دکھاتا ہے
پانے کے لئے ڈھنگ بتاتا ہے
لیکن علم ہے پانے کا بلبلِ طین
ہے جس کو یقین کہہ پاتا ہے وہی
دکھائے پانی کو بھونکے ہوئے عینِ ناسیب
پہلے کہے کہ پیو بھولے صبح کا خواب
دلت کی حقیقت بھی ہے دھننی جی پاول
کس بات پازاں کر ڈھو دے جہاب

”روحانی کہانیاں“ پہل درویش کی دوسری جلد

ہندو فلسفہ کی بایکھوں کو سمجھنے کے لئے بہت غور و فکر کرنے والی طبیعت چاہیے جو مضمون کی گہرائی میں پہنچ کر سبق حاصل کر سکے۔ اور اس پر عمل کر سکے۔ ایسی طبیعت عام آدمیوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ ہاں ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ مہ۔ اہمکار۔ راگ۔ دوش وغیرہ بری چیزیں ہیں۔ دنیا سے مہو، ہر بخش چیز کا لوبھ، انسان میں خودی کا مادہ وغیرہ سب ایسی چیزیں ہیں جو آدمی کو کاموں میں پھنسا کر رکھتے ہیں۔ دنیا کے کام کبھی ختم نہیں ہوتے اور مرتے دم آدمی کو بالواسطہ اور حسرت کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ جس کے سبب اس کو من کی شانتی نہیں ملتی۔ اور اگلے جنم میں وہ پھر اسی دنیا میں آگرتا ہے۔ ہر صاحب کا نام ہندو فلسفہ اور ویدانت کی دنیا میں چاند سا چمکتا ہے جس کے نور اور شعاعیں میں من کی شانتی کا بیج اُمت ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مندرجہ بالا بری چیزوں سے نجات حاصل کرنے کے عمل طریقے بتائے ہیں جو نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ اتنی دلچسپ اور عام فہم کہانیاں اور اس پر سلیس اور پُر اثر انداز بیان داد دینے کے قابل ہے۔ قیمت مجلد ۵۰/۳ روپے۔ صفحات ۵۶ معہ تصویر مصنف

ملنے کا پتہ

رسالہ ”اوم“ اجمیری گیٹ دہلی

گورچرنوں میں

از۔ سوامی پرسی پورنا مندی جی پورن ریشی کش

محفل میں تیری پھرتی پر والے آگئے ہیں
 عاشق نہ عشق کے یہ افسانے آگئے ہیں
 درجہ کے ان کا یہ آفتاب سے شعلہ
 دیدار کی مشعل سے بھرکا لے آگئے ہیں
 اے فہم روتے ساتی پر تو حسن پہ تیرے
 ہستی جلانے اپنی پروانے آگئے ہیں
 سوز ہجر سے تپ کر حالت ہوئی جودل کی
 درجہ کے پھولے دکھلانے آگئے ہیں
 بہار عشق کے یہ دیدار کا جو دریاں
 حاذق حکیم سے اب کروانے آگئے ہیں
 چارہ نہیں ہے سوجھا جڑا سکے اور کوئی
 آنکھوں میں خاک پات ڈولنے آگئے ہیں
 قدموں پہ تیرے صفت کئی پاگئے شفا ہیں
 بند موتی کی آنکھیں بنوانے آگئے ہیں
 وحدت کی مئے کا جرہ کافی ہمیں ہے ساتی
 خالی بدن کی صورت ہمیں آگئے ہیں
 وحدت کے گھر کی اپنی جہالت سے بند طاقی
 نظر کلیہ تیری کھلوانے آگئے ہیں
 قربان تیرے ساتی سب بفضل ہے تیرا
 وحدت کی مئے کے شائق متانے آگئے ہیں
 آنکوں سے اپنے دھوئیں قدوں کو تیرے ساتی
 یہ جسم دجان و دل کو نذرانے آگئے ہیں
 زرد ز آج سے قدسی سے روشنی کے مخزن
 تاویک دل کو روشن کروانے آگئے ہیں
 وحدت کے رنگ میں خود کو رنگا ہے خوب ساتی
 یہ دل کا ٹھکانا پورن رنگوانے آگئے ہیں

گوبند لیلیا

(برہم لہن شری سوامی گوبند آنند جی مسارج ۱)

مشکلا چرن - کندلیا چھند :- رام آننت پاپ ہے تیں کا قول نہ ماسپ - لیلیا کرتا آپ ہے - لیلیا بھی ہے آپ
 لیلیا بھی ہے آپ - آپ ہی دیکھیں ہارا - آپے قلم دوات لیکھ کاغذ بھی سارا
 درشن ہمیش گیش سرستی لست کے نام - سرب روپ ہے آپ آپ ہی ایکو رام

چار پردے :- چاروں پردوں میں پھسا سارا یہ سنسار کوئی درلا پریش ہی ان سے ہوتا پار !

پہلا پردہ

حدوں طرف پہلے بڑے نظر ماری ورج ایس دے لکھ ہرادیگھ - دھن امتری پتر دی پریت اندر دل بہتیاں دے واندار دیکھے
 کئی شبد سپیش ریس گندھ پھلتے پھے روپ دے کئی خوار دیکھے - کام کرودھ - موہ - لوبھ - ہنکار اندر کئی کوٹ ٹوٹکھ پھسناں دیکھے
 مان اور بڑائی ورج غرق کئی کئی نام آتے حال نادر دیکھے - کئی سخت مباحثہ کرن پھر دے - کئی علم تکھے بے قرار دیکھے
 کہتیاں شوق مکان بنواوے دار کئی پہننے دے طلب گار دیکھے - کئی بچھیاں فنن شو قین درشن - کئی گھوڑیاں آتے اسوار دیکھے
 کئی روپ آر حسن تے مت لکھن - کئی نادر عاشق انتظار دیکھے - کئی نال پیاریاں ہوئے روگی - اوڑک جاوے موت دھار دیکھے
 پیالے پی غفلت عقل دودھ کر کے اندر ایس پردے مت وار دیکھے - کئی دھرم ادھرم دی ہوش ساری - ڈوبے ورج دنیا بے وچار دیکھے
 موموں مٹے کھاوے چوٹیاں جگت اندر پھر جاوے ادھر گنوار دیکھے - آٹوں دسدے خوشی تے نصحت والے ایسر اندر دل سخت پیار دیکھے
 چار دہاں دی خوشی تے عیش بدلے - تھوڑکھ جاوے نرک دار دیکھے - وشے وش بھیے سند نظر آوے - اسدے کھان والے مرن ہار دیکھے
 جہڑے ہمدے لچ سنسار اندر کل بدوندے اوہ نادر دیکھے - جاہل دیکھ باوے جہڑی بات کولوں پھر اوہی کدے بار بار دیکھے
 آج پہن پوٹا کیل پھرن بانکے کل ہوئے تے سخت لاچار دیکھے - نظر تلے جو کسے نہ لاوے سن - برے حال اوہ ورج دربار دیکھے
 کئی لکھ امیر وزیر بھارے بادشاہ تے بڑے زور دار دیکھے - کوڑی اک نہ لے گیا نال کوئی جانے جھالکے کہتیاں چار دیکھے
 گلشن جگت لکھ نظر آوے - ایسر پس دے پھل پر حار دیکھے - چناں پریت لائی انہاں گھلاں آتے بیلل وانگ کر دے نادر دیکھے
 ایس بحر پار سنسار اندر رڑھ تے جاوے لکھ ہزار دیکھے - ہارے پار اسدے کوئی پہنچا لے - غوطے کھاوے تے مت دیکھا دیکھے
 ایس جگت نول جانا جیٹا نہ قیدی ایس اندر نرے تے نادر دیکھے - بری موہ دے نال تمام بدھے کوئی بہت تھوڑے پھل ہار دیکھے

کئی ذریعے جان کر ضائع کئی عورتیں دے پورٹ کار دیکھے۔ سنت کس مردار دے وانگ دنیا طالب ایسے سگن شمار دیکھے
سنت دھرم داکر کن و ہار جہڑے نالے خیر چلے دھرم نو سار دیکھے۔ کھان۔ سون۔ بولن۔ بہن جگت اندر۔ کھن سنت آہار آچار دیکھے
خواہش گورو دے من دی آں ہوئی جان دے مندرال لٹھا کودا دیکھے۔ پوچھا پٹھ گورو اشٹ دا پریم لگا سوئی ہووندے پڑ دیں پار دیکھے

ٹے سکھ دے نال اوہ سون کیونکر پڑے غماں اندر جہڑے جانیٹھے۔ ادنہاں دریاں دے مین رن کیوں نہ حال اپنا جہڑے گنوا بیٹھے
پینڈا مکھی کوئی مسافراں داجہڑے چلے تیر چت جانیٹھے!۔ بہنجن منزل مقصود تے اوہ کیسے چھوڑ راہ کراہ جو آ بیٹھے
اوہ تیر چھوڑے دے سہن کیوں نہ جہڑے سُن روج یا رہنا بیٹھے۔ ادنہاں تاپیاں نوں تاپن تاپ کیوں نہ تن اپنا جہڑے تپا بیٹھے
شانتی سکھ والا کیسے سکھ دیکھن جہڑے دھڑے والی دس کھانیٹھے۔ چچھے لگ دنیا فانی زندگانی اتے جنم امول گنوا بیٹھے
جھسٹھے دھن سچندھیال جان سچا سنت اپنا روپ بھلا بیٹھے۔ راگ دوش والا تانا آپ تن کے کھنچی چت دا وچ بھسا بیٹھے
ادنہاں مود کھل تھکھی آئے جہڑے لے کے کوڑیاں لعل لٹا بیٹھے۔ بجلی موت الی سر تے کوک رہی نت سندیاں کن دبا بیٹھے
ماں بکھے دی کچرک خیر منگے بھل اپنی خیر منا بیٹھے۔ ایسا جنم فضول گنوا دتا۔ چھری آپنے گلے چلا بیٹھے
عمر وندیاں ہوئی برباد ساری تے تیر دلاں نوں ہو رہی تانیٹھے۔ ایسے بھلیاں رے آرام کیونکر جہڑے ریت دی کندھ تے جانیٹھے
گو بندہ سکھ والا سوئی مکھ دیکھن پڑدہ پاڑ جہڑے پار بیٹھے

پڑدہ دوسرا

پہلے پڑ دیوں بھل کے کئی سچن پڑے دوسرے دے روج جانیٹھے۔ نال گورو وراشت دی مورتی دے من اپنا خوب لگا بیٹھے
پیا سے پریمیاں اک ایہہ غضب کیتا تیرشی دودھ دے نال ملا بیٹھے۔ بھوک کا منا تے نالے موکھ اچھا ان ہوندی بات بنا بیٹھے
پریم دین تے دنی دانیں ہذا ان میل دامیل ملا بیٹھے۔ سچ جھوٹ دا جو نہیں مکے ہووے لٹا کھوے دا گیر چلا بیٹھے
دھیان اشٹ کر جگت بھلاو ناسی غلطی نال پر ہو ر ودھانے بیٹھے۔ مطلب اصل سمجھیاں ستر دا۔ من اپنے نوں بھرما بیٹھے
تام لوپ لاچت کسے چتن اگے مورتی صرف ڈکا بیٹھے۔ ایہہ تان داوسی من دے مارنے دا اٹا سمجھ من ہو رجا بیٹھے
گورو اشٹ دوا بندھن توڑ ناسی ایس بات نوں منوں بھلا بیٹھے۔ جیسے جگت والے ساک سہن ہوون گورو اشٹ ہی ساک بنا بیٹھے

وید شاستر گورو گرتھ پڑھ کے سمجھ بوجھ جہڑے مطلب پانیٹھے

نام لوپ سارا سوئی جان جھوٹھا پڑدے دوسرے تھیں پار بیٹھے

(باقی پھر)

سوامی وویکانند جی

شری شیو دیال - ایم۔ اے

۱۸۹۲ء کی بات ہے۔ سوموار کا دن تھا۔ شکاگو میں سنسار کے کبھی مذہبوں کا حسین شروع ہوا۔ برہم سماج کی طرف سے پرتاپ چنار نورمدار سمیت ہوئے، اور لنکا کے بودھوں کی طرف سے دھرم پال۔ گاندھی جی جینیوں کے پرتی ندھی تھے اور جگرورتی نقیبو صافیل سو سائی کے۔ ان کے علاوہ ایک اور مہندو بودک بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جو کسی خاص سنسار کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کا پرتی ندھی تھا۔ یہ تھے وویکانند و بنگال کے ایک بودک، جو ان دنوں زیادہ مشہور نہیں ہوئے تھے۔ سمیلن میں انہیں کوئی جی نہیں جانتا تھا۔ کوئی پرکھے کر دینے والا تھا۔ اور نہ تعریف کرنے والا۔ وہ پہلے تو چھپ کر چھپ بیٹھے رہے، لیکن جب دیکھا کہ پیچھی راشٹروں کو ہندو سنسار کی کا پورتنہ سندیش سنلے کی ضرورت ہے تو ایسا بھاشن دیا کہ دیکھ کے کبھی پرتی ندھی عش عش کرنے لگے۔ ان کا بھاشن کئی گھنٹے ہونا رہا اور کبھی لوگ بت بن کر بیٹھے رہے۔ ایسے اکٹھے میں بھاشن دینے کا ان کے لئے پہلا آؤس تھا۔ لیکن اس پہلے بھاشن ہی نے انہیں ایسی شہرت دی کہ سارے سنسار میں مشہور ہو گئے۔ پہنچے تو اتنی شرم کھاتے رہے کہ سچ پر اگر اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا حوصلہ ہوا۔ لیکن جب بھاشن دیا تو سنلے والے حیران رہ گئے۔ دیکھنے لگے کہ یہ زبان ہے یا گئی جولا ؟

سوامی وویکانند نے سیدھے سادے شہدوں میں دیا کھیاں آرنجھ کرتے ہوئے کہا: ”امریکہ کی بہنو اور بھائیو!۔ یہ سنلے ہی ہل تالیوں سے گونج اٹھا۔ ان کو بہنو اور بھائیو کہنے والا کون ہے۔؟ یہ دیکھنے کے لئے سینکڑوں ڈی گیٹ اپنی اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سوامی وویکانند کو ارجح ہوا کہ کیا یہ سواگت ان کا ہی ہے یا کسی اور کا ؟!!۔ سوامی وویکانند نے زبانی باتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے اسی بھاشن میں پورتنہ شروع کر دیا، جس کا لوگوں کو انتظار تھا۔ بھاشن شروع ہوتے ہی خاموشی چھا گئی۔ لوگ پورے دھیان کے ساتھ سنلے لگے۔ سوامی جی نے اپنے بھاشن میں سنسار کے سب سے پرانے دھارمک بھنڈار وید اور اپنشدوں میں سے پرمان دیئے۔ مہندو تو کو کبھی مذہبوں کا جنم داتا بتایا اور کہا۔ ”ہمیں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ جہاں بھی کوئی گن مو، اسے گرن کر لیتا چاہئے۔“ بھگوت گیتا میں بھگوان نے کہا ہے۔ ”میرے پاس جو بھی آتا ہے، چاہے کسی شکل میں آئے۔ میں اس کا سواگت کرتا ہوں۔ جن مانگوں پر توں چاہے ہیں۔ وہ سب مجھے تمکین بخ کرتے ہوتے ہیں۔“ کالفرنس کے دوسرے پرتی ندھی پاپے اپنے پرمان کی تعریف کرتے تھے۔ لیکن سوامی وویکانند نے کبھی پرماناؤں کی تعریف کی۔ سچ کے کہنے کا رتھ یہ تھا کہ پرمانا دوستوئیں ایک جہا ہے۔ یہہ ان کے نور رام کرشن پرم ہنس کا سندیش تھا۔ اسے ان کے منسے سنکر لوگوں نے تالیوں بجائیں۔

اس کے بعد سوامی وویکانند نے شکاگو میں دس بارہ بھاشن دیئے، ان میں بھی وہی نور تھا جو پہلے دن کے بھاشن میں تھا۔ آپ نے نئی نئی دلیلیں دیں، لیکن سندیش وہی تھا، جسے ہم دوشدوں میں کہہ سکتے ہیں۔ سوامی جی پورتنہ دھرم کو محدود نہیں بتانا چاہتے تھے۔ اس پر دیش یا کال کی پابندی لگانے کے حق میں نہ تھے بلکہ منش کی بھادنا کے بھی دھاروں کو سنا بھٹت کرنا چاہتے تھے۔ چاہے وہ پلانک سدھانتوں کے ہوں، چاہے ماڈرن سائنس کے۔ دھرم کا دمدادہ بھی اچھے دھاروں کے لئے کھلا رہنا چاہئے۔

۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء کو سیلور میں ۳۹ برس کی آئیں آپ کا سوگک باش ہو گیا۔

اُن کی پشتوں سے آج بھی جیون کی بڑی بڑی شکستیں ملتی ہیں۔ ایک بار فرانس کے سابقہ کار روہن سرولان نے کوی ٹیگور سے پوچھا کہ مندرستھان کو میں کیسے جان سکتا ہوں؟ ٹیگور نے جواب دیا:-

”سوامی دوہیکا نند سے باتیں کر لیجئے اسارے مندرستھان کا پتہ ان کے ساتھ ہینٹ کرنے سے چل جائے گا۔“
سوامی دوہیکا نند نے ریکول پڑنے رشوں کے آئنگ مندرش کو گھر میں کیا، بلکہ ماڈرن سٹینس کی چھان بین بھی کی۔ آپکا رام کرشن مشن سبھی پر دلوں میں پریم بڑھانے کا پرچار کرتا ہے۔ آپ مندرستھان کے ہر وہاں میں اصلاح کرنا چاہتے تھے، لیکن کسی پرانی بنیاد کو کیوں اس لئے نشت نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اس پر نئی عمارت بنائی جاتی ہے۔ آپ نیا بھون پرانی بنیادوں پر ہی کھڑا کرنے کے حق میں تھے!

سوامی دوہیکا نند کے ان وچاروں کا بہت بڑا اثر ہوا۔ نہ صرف دھارمک سیمین کے اندر بلکہ باہر بھی سیمینوں امریکن، انگریز اور جرمن ان کے چیلے بن گئے۔ سوامی جی کی شہرت پھیل جانے سے ہندوستان کو بہت لایعہ ہوا۔ امریکن اخباروں نے لکھا کہ دھارمک سیمین میں سرداری سوامی دوہیکا نند کی تھی۔ اُن کے ویاکھبان سننے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم بھی کتنے نڈر کہ ہیں، جو گیان رکھنے والے ہندوستان کو اپنے پادری بھیجتے ہیں۔

سوامی دوہیکا نند ان تک پرچار کرتے تھے۔ وہ دن رات کام کرتے رہے کسی بھی سہے کام نہیں کرتے تھے۔ جہاں بھی گئے، اُن شرم منڈھ ویدانت سکتھائی اور رام کرشن مشن کی ش کھائیں قائم کیں۔ کچھ شاخیں امریکہ میں بھی سہتھایت کیں۔
دن رات کام کرنے کے کارن صحت پر بڑا اثر پڑا۔

نڈر حضرت کوثری مرحوم

از بھگیرتھال سرخمی حصاری۔ حصار

”میں نور ہوں“

”نور ہوں میں نور ہوں، میں نور ہوں!“
میں بظاہر خود سے کوسوں دور ہوں
ورنہ میں جملہ ہوں میں ہی طور ہوں
میں ہی پنہاں درشب دیوہ ہوں
میں ہوں بادہ اور میں انگور ہوں
میں ہی ایک ناچار ہوں مجبور ہوں
میں ہی گویا سرکش و معزور ہوں

خاک کے پردے میں گو مستور ہوں
مسل میں ہوں اپنی ہستی کے قریب !
میں قریب طالب نظر ہوں
میرا ہی پر تو ہے گو ہر چیز میں
محفل ساتی میں ہوں سرمست میں
میں ہی ہوں اک کار ساز دو جہاں
میرا ہی سرخم ہے پائے دوست پر

میرے ہی دم سے ہے دور انبساط !

میں ہی زخمی دہریہ رہ سچو ہوں !

بزم تصور

بن رہا ہے کس کا فرشِ رام دامنِ خیال؟
ہو رہا ہے بارشِ اجلال سے کس کا نزل؟
انجمنِ آرا میری بزمِ تصور میں ہے کون؟
فلسفہ سر در گریباں منطقِ مغرب کا ہے
کون حق گوئی سے اپنی قاطع برہان ہے؟
کس نے دی ہے چشمِ باطن کو نگاہِ حق شناس؟
آتشگانِ حق کا ذوق آگہی سیراب ہے
چشمِ پینا کو دکھایا ہے یہ کس نے راستہ؟
کون دے کر دعوتِ عشقِ حقیقی حلق کو؟
عام فہم الفاظ میں ویدانت کی تعلیم سے
یہ وویکا تند شیرِ بیشہ توحید ہے
آ رہا ہے کون بزمِ دل میں مردِ بال؟
روشنائی سے تجلی پاش ہے کس کا جلال؟
ہو رہے ہیں حاضرینِ تقریر سے کس کی نہال؟
ناخنِ ادراکِ مشرق کی ہے چٹکی گوشال؟
ناطقہ پاتی ہے بند اپنا زبانِ قیل و قال
کون ہے یہ کاشفِ اسرارِ مردِ پیرِ جلال؟
چشمِ رحمت بنا ہے کون شیریںِ مقال؟
چیل کے جن پر شاد ہو جاتا ہے ہر شفقِ حال
جذبِ کامل سے دلاتا ہے کمالِ لازوال
کر دیا پیشِ نظر کس نے معانی کا جال
غرۂ باطل ہو چس کی گرج سے پامال

خطِ بنگال روحِ ہند اس سہتی سے ہے
ہند رفت سے بنا ہے شوخِ خود اپنی مثال

آتم بل

بللا کانشی رام جی چا دلہ لڈھیانہ

سفسار میں پختے کام ہیں، وہ بل کے ادھار پر چلتے ہیں۔ جسے کہ بھگوان بھی اس سریشی کو ہسی لئے چلا سکتے ہیں کہ وہ بلوان ہیں۔ ہمارا روز کا مشاہدہ بھی یہہ بتلاتا ہے کہ دنیا میں وہی انسان فقیار ہوتے ہیں۔ کامیابی انہیں کے پاؤں چومتی ہے، جو بل دھاری میں عزت بھی دہی پاتے ہیں اور شان بھی انہی کی ہوتی ہے، جن کے اندر بل ہے۔ نہ بل انسان کوڑی کے ٹول کا بھی نہیں ہوتا۔ وہ سر حلقہ منت ہونے ہے۔ کوئی اس کی بات تک نہیں پوچھتا۔ جس طرح یہ اصول انسانوں پر حاوی ہے، اسی طرح یہ قوتوں پر لاگو ہوتا ہے۔ جو قوم بل اور شکستی کی پوجا چھوڑ دیتی ہے یعنی بل حاصل کرنے کی طرف سے غفلت دکھاتی ہے اور دوسروں کے بل کے سہارے چھینا جاتا ہے، وہ بہت دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی۔ بل کے مرنے سے ہی قومیں ابھرتی ہیں۔ بنتی ہیں اور ترقی پاتی ہیں۔

بل کئی قسم کے ہیں۔ لیکن بل کسی بھی قسم کا ہو، انسان کے لئے لایہ کاری ہوتا ہے۔ پہلی قسم کا بل "باہو بل" ہے۔ جس آدمی کے بازوؤں میں طاقت ہے یعنی جوشا ریک بل کا سوا می ہے۔ وہ دنیا میں اکر کر چل سکتا ہے۔ لوگ اس کا سامنا کرنے سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ اپنے بائو بل کی مدد سے اپنے بہت سے کام نکال لیتا ہے۔ چدرہ جاتا ہے، لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ اور تو اور اس کی تصویر کو دیکھنے کے لئے بھی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ خاصہ ہوا۔ لودھیانہ میں کئی ٹکڑوں کے بہت سے پہلوان کشتی کا ہنر دکھانے کے لئے آئے تھے۔ جن ہٹلوں میں وہ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں لوگ سیکڑوں کی تعداد میں ان کو دیکھنے جاتے تھے۔ مشہوری کے لئے ان کی آدم تصویریں جب بازار میں سے گزاری جاتی تھیں، تو ان کے گرد دیکھنے والوں کی پھیر لگ جاتی تھی۔ کیوں؟ وہی لئے کہ قدر اور عزت بل کی ہی ہوتی ہے۔ اور بل ہی دنیا میں پوجا جاتا ہے۔ نہ بل کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکے اسے کوئی دیکھنا چاہتا ہی نہیں۔

دوسری قسم کا بل "جن بل" ہے۔ جس آدمی کے بہت بھائی بن رہی ہیں۔ بہت سے مددگار ہیں۔ وہ بھی دنیا میں بے خوفی سے سر اڈچا کر کے چلتا ہے۔ جس قوم کے لوگ اپنا "جن بل" بڑھاتے ہیں۔ یعنی اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا کر متحد ہو کر رہتے ہیں۔ باہمی اتفاق رکھتے ہیں۔ آپس میں لڑتے بھڑتے نہیں۔ کینہ۔ عداوت اور حسد سے قدرہ کر ایک ہی قومی لفظ نگاہ کو پیش نظر رکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ وہ قوم لازمی طور پر دنیا میں سرفراز ہوتی ہے۔ بل کی بات ہے کہ افریقہ کے نشہ میں شستی سے اور کالی سے پڑے رہنے والے چینی لوگ زمین میں تھے اور نہ تیرہ ہیں۔ لیکن آج وہی لوگ امریکہ جیسے طاقتور ملک کے ہوا بازوں کو قید کر سکتے ہیں۔ اور سارے یورپ کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کیوں؟ اسی لئے کہ انہوں نے جن بل اپنا کر لیا ہے۔ ادھر اپنے ملک کی طرف دیکھیں تو ہندوستان بھی کئی لحاظ سے پیچھے نہیں۔ لیکن پھر بھی یہ اپنی گرج نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اس کا جن بل کمزور ہے یہاں پر ہر ایک اپنی علیحدہ ذہنی بجائنا چاہتا ہے۔ ہر ایک ڈیڑھ۔ زمین کی اپنی علیحدہ عمارت کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ فرقہ داری اور باؤٹی بازی کی لعنت اس کا جن بل اٹھارے نہیں دیتی۔

تیسری قسم کا بل "دھن بل" ہوتا ہے۔ دھنوان آدمی بڑی آسانی سے اپنی ضروریات جیتا کر سکتا ہے۔ دھن کے زور پر دوسروں کو قابو میں لاسکتا ہے۔ دھن کی مدد سے اپنے بہت سے کام سر انجام دے سکتا ہے۔ جہاں جاتا ہے محض اپنی امیری کی

وجہ سے عزت پاتا ہے۔ امریکہ آج دوسرے دیش کی دھڑلے کے بل بوتے پر اپنی زنجیروں میں جکڑ رہا ہے۔ جردھن دیش کچھ نہیں کر سکتے۔

چوتھی قسم کا بل "من بل" ہوتا ہے۔ جس انسان کا من طاقتور ہے۔ قوت ارادی مضبوط ہے، وہ "من بل" اور "دھن بل" نہ ہونے پر بھی اپنی مقصد براری میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پانچویں طرح کا بل "بدھی بل" ہے۔ ایک عقلمند انسان سینکڑوں بے وقوفوں کو اپنے پیچھے لگا سکتا ہے۔ جس طرح عقل رکھنے والا ایک آدمی سینکڑوں حیوانوں کو ہانک کر لیجا سکتا ہے، اسی طرح ایک با عقل انسان ہزاروں انسانوں کو اپنے عقل حیوانوں کو چارہ چاہے لگا سکتا ہے۔ بھارت باسیوں میں عقل کی بھی ثبت کمی ہے۔ اسی لئے مٹھی بھر عقل سے بہرہ ور انگریزوں نے گردلوں میں ہندوستانیوں کو صدیوں تک اپنی غلامی کی زنجیریں باندھے رکھا۔ آج بھی "دھرم خطرے میں ہے"۔ "پنتھ خطرہ میں ہے"۔ "دین خطرہ میں ہے"۔ کانگرہ لگا کر چالاک اور خود غرض لوگ ہزاروں بلکہ لاکھوں بھارتیوں کو مصیبت کی بھٹی میں ڈھکیل سکتے ہیں۔ دوسری قسم کے سبھی بل بیکار رہ جاتے ہیں۔ اگر بدھی بل کی کمی ہو۔ بھارت والے بعض عقل کے لئے دعائیں ہی مانگتے ہیں۔ لیکن ان کے خیالات اور کردار سبھی اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جو عقل کی تباہی کرتے ہیں۔

ایک اور قسم کا بل "ودیا بل" ہوتا ہے۔ بڑھا لکھا انسان ان پڑھوں کو اپنے پیچھے لگا سکتا ہے۔ اپنی ودیا کے بل پر عزت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن انہیں کی بات تو یہ ہے کہ بھارت والوں میں اس بل کی بھی غایت درجہ کمی ہے۔ دس بارہ فی صدی ٹپسے لکھتے آدمی ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔

یہ سبھی بل بڑے کام کے اور بڑی اہمیت والے ہیں، لیکن ان سب سے بڑھ کر ایک اور بل ہے۔ جس کا مقابلہ یہ سارے بل بل کر بھی نہیں کر سکتے۔ اسے "آتم بل" کہتے ہیں۔ بھارتی ریشیوں نے باقی سبھی قسم کے بلوں کو آتم بل کے مقابلہ میں حقیر اور بے حقیقت بیان کیا ہے۔ ان کی ساری طاقت آتم بل کے حاصل کرنے میں ہی لگتی تھی۔

رشی یاگیہ واک جب اپنا دھن اپنی دونوں دھرم ستیوں کو بانٹ کر تپتیا کے لئے جانے لگے۔ تو ایک پتہ نے پوچھا۔ کہ کیا وہ دھن اس شکھ کو دینے والا ہوگا، جس شکھ کے لئے رشی خود دھن تیاگ کر جا رہے تھے۔ تو رشی نے کہا:- "نہیں!"

آتم شکھ کے برابر کوئی بھی دوسرا شکھ نہیں ہے۔ بھارتی سمجھتا اور بھارتی شاستر سبھی آتم بل کی عظمت کو بیکار بیکار کر بیان کرتے ہیں۔ اسی آتم بل کے سہارے ہی لنگوٹ بند رشی دیانند نے سوتے ہوئے بھارت کو جھٹکایا اور اسی بل کے آدھار پر دنیا کی سب سے بڑی طاقت رکھنے والی بڑاٹوئی قوم کو ہندوستان سے اس بلوں کے ڈھانچے، نہتے جہاننا گاندھی نے باہر نکال دیا۔

بھارتی باسیوں کا راستہ ہائی مقصد "آتم بل" رہا ہے۔ اور اسی بل کے دھارن کرنے والا ہونے کی وجہ سے بھارت ویش ساری دنیا کا گورو کہلاتا رہا ہے۔ لیکن جب سے اس بل میں کمی آئی ہے۔ تبھی سے یہ غلام۔ اکنکال اور محتاج بن گیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اس بل کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

(باقی پھر)

بنائے تکمیل

{ از قلم ڈاکٹر راج بہادر ورماداز
بریلوی }

ٹہنی ٹہنی پہ اُمیدوں کا ثمر دیکھیں گے
جھکوا سرگام پہ اے ذوقِ نظر دیکھیں گے
پہلوئے شمع میں تنویرِ سحر دیکھیں گے
بدر دیکھیں گے کبھی نورِ قمر دیکھیں گے
دل میں چھتے ہوئے جب تیرِ نظر دیکھیں گے
مورچہِ حسن کے ہنگاموں کا سر دیکھیں گے
چشمِ مشتاق پریشان ہے کدھر دیکھیں گے
بے اثر آہوں سے تاثیرِ اثر دیکھیں گے
تیرے وعدوں میں اگر کوئی کسر دیکھیں گے
کیا کہیں گے دُعا مجھے آ کے اگر دیکھیں گے

جذیبہٴ عشق و محبت کا اثر دیکھیں گے
منظرِ عام کبھی راہ گزر دیکھیں گے
سوختہٴ جان و جگر کر کے اگر دیکھیں گے
ظلمتِ شب کی سیاہی نہ رہے گی مانع
چاہنے والے ترپ اٹھیں گے بخود ہو کر
عرصہٴ عشق میں مٹ مٹ کے تیرے دیوانے
میری جانب تو حیا سے نہ اٹھائی گردن
منتہائے غمِ فرقت ہے بنائے تکمیل
ہم ہلا دیں گے کسی روز زمین اور فلک
ہوش آتا ہے تو کرتا ہوں جنوں سے یہ سوال

خلق دیکھے گی تماشہٴ محبت اے راز
دیکھنے والے مگر دردِ جگر دیکھیں گے

دھرم اور سد اچار — قبط دوم

از قلم ہساتما ہری سنگھ جی

دھرم کے ذریعے میں ہمارا آپ کا یا اور کسی کا کہا ہوا واکہ پرمان نہیں ہو سکتا۔ پرمان سرویتھا وید واکہ یہاں ہے گا۔ جو ہتر و دھاریہ ہے اور اُس کا انگمن پاپ اور ادھرم ہی سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ کہ وید کے اندر ودھی اور نشیدھ دو طرح کے منتشر ملتے ہیں۔ ودھی منتشر وہ ہیں، جن کے دوارا کچھ پردھان کیا جاوے، جیسے **अर्हर सन्ध्याम् उपासीत्** یعنی پرتی دن سندیہا کرے یا **स्वाध्यात् मा प्रमदः** ارتھات سوا دھیائے سے پرمان نہ کرے۔ اسی طرح نشیدھ منتشر وہ ہیں جن سے کچھ نشیدھ کیا جائے، جیسے **कलञ्जं मा भक्षयेत्** یعنی مانس بکشن نہ کرے، یا **नहिंस्यात्** **सर्वा भूतानि**۔ یعنی کسی حیوان کی ہشمانہ نہ کرے۔ اس لئے وید جو ایشور کی بانی ہے، وہی آدیش ہے۔ وہی حکم ہے، وہی پرمان روپ سے مانا جائے گا۔ مگر ہر کسی کا کہا ہوا واکہ مطلق مانینہ نہ ہوگا۔

اس لئے اگر شاستر باہمیہ ناستک لوگ اس قسم کے آشیشپ کرتے ہیں کہ اس لوک کے سوائے اور پرلوک آدمی لوک موجود نہیں تو ان کا کہا ہوا واکہ ہرگز پرمان نہیں مانا جاسکتا، کیونکہ ان کی شاستری نظر نہیں، اور سونگ نرک آدمی پرلوک تو فقط شاستر سے ہی ملنے جاتے ہیں۔ ان کا پر تکھش گیان کسی کو ہے نہیں۔ پس شروتھا وان کے لئے یہ سب دوستھا ہے، کہ وید اور شاستر پر پورن دشوا اس رکھتا ہوا دھرم اور مینہ انوشٹھان میں تو آرتا ہے۔ مگر کسی بھی حالت میں ادھرم اور پاپ آچرن کرتا نہیں۔ پس نہیں بھی اور پرتلائے ہوئے ناستکوں کے غلط دچاودن کو قطعی طور پر چھوڑ کر ایک ماتر شاستر وکت مارگ کے اولمبجن دوارا دھرم پران ہونا ہی واجب ہے۔

ہم پانچوں کے لئے یہاں چند سمرتی واکہ بطور تصدیق بھی حاضر کرتے ہیں۔

- (1) "धर्म सर्वं प्रतिष्ठितं" ارتھات۔ دھرم میں سب پر تشبہ و تھت ہے۔
- (2) "आचार हीनो नु पुनन्ति वेदः" آچار بہت پرانی کو وید بھی پورن نہیں کر سکتا۔
- (3) "धर्मेण पापमुपनुदाति" فقط دھرم سے ہی پاپ کو ذبالیتا ہے۔
- (4) "यतो धर्मस्ततो जयः" جہاں دھرم ہے، وہاں ہی جے ہے، اور
- (5) "यद्वै किञ्चित् मनुरवदत् तत् भेषजं" جو کچھ بھی منو جی نے کہا، وہی اوشدھ (امرت) ہے۔

لیکن پیشتر اس کے کہ ہم اپنے اس مضنون کو ختم کریں۔ ایک پر معنی اور نہایت ضروری بات یہی ابھی کہی ہے، جس پر ہم اپنے پانچوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ ہم نے شروع شروع میں دھرم کا آپوگ **"अभ्युदय"** یعنی اتنی میں اور **"निश्चयस"** یعنی یقینی میں بتلایا تھا۔ چنانچہ اُس کے اندر اس قدر جاننا ابھی باقی ہے کہ ان دونوں کے درمیان ہی دھرم کی آپوگتا ممکن ہے اور پردھان اور مکھیا ہے گی۔ گو لوگ اور پاری لوگ اتنی میں بھی سادھن دھرم ہی ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مگر جان لو کہ وہ اپنی گتہ گوٹہ ہے۔ مکھی نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دید بھلے ہی پہلے اس جیو کی پاپ پر ورتی ہوئی ہے۔ غرض سے لوگ اور پروک کے دیشیوں میں لایچ دکھلا کر اُسے سکام کرموں کا اپدیش دیتا ہے، یا پھر بعد میں انہیں دیشیوں میں دوش درشن اور بیک نیشکام انوشٹھان کی بھی آگیا دیتا ہے۔ لیکن آخری مدعا وید کا ان تمام کرموں کے تیاگ سے آتم گیان اور ممکتی میں ہی ہے۔ پس ”अभ्युदय“ اگر دھرم ہے، تو ”निश्चयस“ پریم دھرم۔ باقی چونکہ جب تک آنتہ کرن کے مل دھرم انوشٹھان سے دھوکے نہیں جاتے، اور جب تک دوشے ویراگ نہیں ہوتا، آدمی گیان کا ادھیکاری نہیں ہوتا۔ اس لئے پہلے ادھیکاری کی خاطر وید کرموں کے انوشٹھان کو اور بعد میں انہیں کے تیاگ کا اپدیش دیتا ہے۔ یوں کیا کرم انوشٹھان اور کیا کرم شنایاں، دونوں ویدک مونی نے پرمارتھ پتھ میں اپنی گتہ جاتے جاتے ہیں، اور اسی طرح ہی ان دونوں کی ”अभ्युदय“ اور ”निश्चयस“ میں اپنی گتہ ہے۔ دیکھئے، اس کے اندر بھی مونی مونی کیسا اعلیٰ شکتیت کرتی ہے!

”अयं हि परमो धर्मो यदेव योगेन आत्म दर्शनं“ یعنی یہ تو پریم دھرم ہے۔ جو گیان لوگ آدمی سادھنوں سے آتما کا درشن یعنی سادھیات کا رہے۔

پس دھرم آدمی سادھنوں کا کرم یعنی سلسلہ یوں رہے گا کہ پہلے انادی کال سے جمع ہوئی ہوئی پاپ پر ورتی کو ہٹانے کی غرض سے منش سکام پنیہ انوشٹھان کرے اور نیک اور سدا آجاری بنے۔ چنانچہ قلب کے تمام مل دھل جائیں گے۔ نراں بعد انہیں کرموں کو نیشکام ہو کر ایشور اپن بدھی سے کرے۔ جس سے تمام دنیاوی خواہشات بھی آنتہ کرن سے دور ہوں گی اور یہ گیان کا ادھیکاری بنے گا۔ ادھیکاری ہو کر پھر تمام ویدک اور سمارت کرموں کا تیاگ کر کے گوروں کو پراپت کرے اور ان سے ویدانتوں کے اپدیش سننے بچارے، اور بندھیاں کرے۔ جس سے تہو گیانی ہو کر آخر ممکتی پاوے۔ ممکتی کی پراپتی میں گو یہ سبھی یکے بعد دیگرے بل کر سادھن ہوتے ہیں، مگر ٹول ان سب کا دھرم اور سدا چار ہی سمجھنا چاہئے۔ جس طرح ایک بڑی عمارت کی بنیاد ہوتی ہے جس پر کوہ کھڑی کی جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح پرمارتھ کی بڑی منزل بھی دھرم زبور پر ہی ٹھہر سکتی ہے۔ لہذا دھرم کرم اور سدا آجاری اور اور سب سادھنوں سے ترجیح دے کر منتبدی کو اس کے شغل میں اترنا چاہئے۔ کیونکہ جو اس کے سچلانا ممکن ہے۔ دھرم انوشٹھان چونکہ ایشور آگیا ہے۔ جو بھی اُسے قبول کرتا ہے۔ ایشور کی کبریا کا پائزہ بنتا ہے اور اسی وسیلے پرمارتھ پتھ پر آروڑھ ہو کر جلدی ہی اپنا سفر طے کر لیتا ہے۔

ویسے تو مونی گرنفقوں میں کسی طرح کا دھرم نہ دین ہوا، مثلاً۔

(۱) وزن دھرم (۲) آشرم دھرم (۳) سامانیہ دھرم (۴) وشیش دھرم (۵) سادھارن دھرم وغیرہ۔ مگر ان کے دستار میں ہم نہیں جاتے۔ کیونکہ یوں مضمون کے کافی لمبا ہو جانے کا باعث ہے۔ مگر ہاں! اس قدر تو کہہ دینا ضروری ہے کہ سادھارن دھرم اور آشرم دھرم ہی ان تمام دھرموں کے اندر پردھان مانے گئے ہیں۔ چنانچہ اپنے اپنے وزن اور آشرم دھرم انوشٹھان کے آدوار ہی آنتہ کرن کی شدھی کرے۔ بقول کریم ہی ادھرم اور پاپ میں نہ اترے۔ بلکہ ادھرم اور پاپ کو سانپ اور بچھو کی مانند جان کر انہیں کبھی نہ چھوئے۔ فقط اپنے دھرم کو مٹی بھگوت کو جاکل سا مگری بناوے اور ایشور پرستنا لا لھ کرے۔

بس یہی سچی خوشی، اصلی شانتی، اور اعلیٰ آنتی کا صحیح راز ہے۔ اس سے کبھی گمراہ نہ ہو۔ چنانچہ اتنا ہی دھرم کے سبب ہمیں جاننا ضروری ہے۔

اوم شانتی شانتی شانتی !!!

شرع مہما یمنے نحمہ !

ہر کھو درشن

۶۷/۲۹

دیوان پنڈی داس جی چوہدری کا بلی بک

ادم کے پریمیو! آؤ، ان آنکھوں سے ہر کھو کے درشن کر لو! — اکثر لوگ کہاتے ہیں کہ اگر پرمانا ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا ہے؟ گویا کہ وہ فرض کر لیتے ہیں کہ کسی شے کے ہست کا مرتبہ ایک ہی ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ شے نظر آوے۔ حالانکہ بے شمار دیشی اشیاء ہیں جنکا کہ بصیرت یعنی بینائی سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ اور پھر بھی وہ حقیقی معنوں میں ہست ہیں۔ پہلے تو اس قسم یعنی پنج گیان اندریوں میں سے آنکھوں کو چھوڑ کر باقی چار اندریوں کی شہادت یا مشاہدہ آنکھوں سے تو نظر نہیں آسکتا ہے۔ تاہم کیا ہم اس بنا پر ان کی ہستی سے انکار کر سکتے ہیں؟ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا اپنا سوال ہی کتنا غیر معقول استفسار ہے۔ اور اگر ایک سوال ہی غلط ہو تو اس کا کوئی جواب کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میں سوال کر سکتا ہوں کہ میری آنکھیں سو گنگہ کیوں نہیں سکتی ہیں؟ ایسا کرنا تو ان کا قدرتی مقصد ہی نہیں ہے۔ ایسے غلط سوالوں کا کوئی جواب کیسے ہو سکتا ہے؟ عین اسی طرح سے یہ سوال ہی ایک غلط امر فردضہ پر مبنی ہے کہ اگر پرمانا ہے تو ہم کو نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ کیونکہ قسم کی ہستی کا مدار ہماری قوت بصیرت یا بینائی پر نہیں ہے۔ یہ وسیع، لامحدود، لا انتہا سلسلہ عالم اس ذات پاک (پرمانا) کا شری ہے۔ "اے جگت ہر کا روپ ہے سر روپ مدیر آئیا۔ اور جیسا کہ پیش آؤنشا کے پہلے منتر میں آیا ہے کہ "تو اس جگت کو ایشور سے ڈھانپ دے۔" یعنی اگر تو ان آنکھوں سے بیشتر کے درشن کرنا چاہتا ہے تو تجھے اس سلسلہ عالم وراث روپ جگت میں اسی کا چمائی سروپ نظر آنا چاہیے۔ پس اگر ان آنکھوں سے اس کے درشن کرنا ہی چاہتا ہے۔ تو وہ تو ہر دم تمہارے سامنے ہے۔ کیوں فنقول اور بے معنی ٹکڑے کرتے ہو، اگر پرمانا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ وہ تو ہر دم سر لفظ، عین دی طرح سے نظر آ رہا ہے۔ لیکن جس طرح سے کہ آپ کے عزیز ترین دوست کی ذات حقیقی تو ان آنکھوں سے ہمیشہ ہی مخفی رہیگی اور اس کا مشاہدہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ تم اپنی ذات حقیقی سے واقف ہو گے۔ اسی طرح سے اس سلسلہ نظام عالم کے پس پشت ہی جو ذات حقیقی پرمانا ہے۔ اس کا گیان تو صرف اسی صورت میں ہو سکے گا جبکہ تم اپنی ذات سے واقف ہو گے۔

یاد رکھو، اور ہمیشہ کے لئے یاد رکھو کہ اگر تم اپنی ذات کی کھوج کو چھوڑ کر پرمانا کی کھوج میں بھٹک گے تو ضرور ضرور اپنے آپ کو اور پرمانا کو دونوں کو کھو بیٹھو گے۔ اور اگر اپنی ذات کی کھوج میں بھٹک گے تو پرمانا تمہیں اپنی ذات میں ہی مل جاوے گا۔ وہ تو تمہاری ذات سے باہر کسی کھوج کا مقصد نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ جب تم میں سے کھوج ہی مفقود ہو جاتی ہے اور صرف اپنا آپ ہی رہ جاتا ہے۔ تو وہی ذات پاک آخری حقیقت ہے جس کی تم تلاش کر رہے تھے۔

پیارے پریمی! اب بتاؤ کہ آیا ان آنکھوں سے تمہیں پرمانا کے درشن ہو سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ جہاں تک ان آنکھوں کا تعلق ہے، وہ تو ہمیشہ ہی ہمارے سامنے جلوہ افروز ہے۔ دریاؤں کی روانی میں سلسلہ ہائے کوہستان کی عظمت میں سورج کے طلوع و غروب میں۔ چاند کی چاندنی میں۔ موسموں کی رنگینی میں۔ پھولوں کی خوشنما میں اسی ذات پاک کا مشاہدہ ہے۔ کیوں غیبت سوال کرتے ہو کہ اگر پرمانا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا ہے؟ وہ تو ہمیشہ تمہارے سامنے ہے۔ صرف تم اسے چھوٹ نہیں پاتے ہو۔ اپنی ذات کی کھوج کرو۔ اور جب تمہیں اپنی ذات کا گیان ہو گا تو تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارا اپنا سوال ہی بے معنی تھا۔ پھر دل کی گم آہوں سے کہو گے ا۔

ڈھونڈتا پھرتا تھا جسے ہوس کے ندیدہ ہر سو
میری آنکھوں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ساتوک و چار دھارا

مشری شہر سیلانی

دھرم کیا ہے۔ اس کا اہل مطلب کیا ہے اور ہم کیا رنگا رہے ہیں۔ دھرم کا مطلب ہے۔ دھارنے یوگیہ۔ اپنانے یوگیہ۔ سو دنیا میں کسی فرد و بشر کیلئے بھی دھارنے یوگیہ یا اپنانے یوگیہ دو چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ یعنی منہ۔ آہنڈا اور پریم یہ کسی کے لئے دو نہیں ہو سکتیں۔ یعنی کسی کے لئے جائز اور کسی کے لئے ناجائز۔ یہ سب کے لئے ایک ہی ہے۔ اس لئے سب کے لئے دھرم ایک ہی ہے اور دوسرے معنوں میں سب کا دھرم ایک ہی ہے۔ اہل البتہ ہمارے مذاہب علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ چارویں چار دھارا علیحدہ ہو سکتی ہے۔ لیکن دھرم نہیں۔ دوسرے فقہوں میں دھرم ست کو بھی کہتے ہیں اور ست نام پاربرہم پرمانا کا ہے۔ یعنی دھرم ہی بھگوان ہے۔ خدا ہے۔

دیئے دنیا کا کوئی مذہب بھی بذاتِ خود بُرا نہیں، کیونکہ ہر مذہب کے بنیادی اصول دھرم پر مبنی ہیں۔ اس لئے سارے ہی مذاہب اچھے ہیں۔ اگر کوئی کمی ہے۔ کوئی ترقی ہے تو وہ اس مذہب کے کارکنوں کے دھاروں میں ہے۔ اُس مذہب کے عقیدہ کاروں کے خیالات میں ہے۔ مذہب میں نہیں۔ کیونکہ کوئی مذہب بھی یہ نہیں کہتا کہ جدی کرنا پاپ نہیں جھوٹ بولنا پاپ نہیں کسی کا دل دکھانا پاپ نہیں کسی کو ہانی پہنچانا پاپ نہیں۔ کسی کا مذہب یہ نہیں کہتا کہ بھگوان۔ یا خدا یا گوڈ دوسری۔ کسی کے مذہب میں موت غیر ضروری نہیں اور کسی بھی مذہب والوں کے پیادیشی شکل و شبان ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں۔ تو پھر کیا چیز علیحدہ ہے۔ جو ہندو اپنے مذہب کے اتے داخل ہیں مسلمان اپنے مذہب کے اتے تنہا جاتی ہیں۔ سکھ اور عیسائی اپنے مذہب کو اتنا چاہتے ہیں۔ صرف و چار علیحدہ ہیں۔ صرف راستے علیحدہ ہیں۔ اور ان دھاروں اور رنگوں کا سہارا لے کر ہی چند مطلب پرست لوگ ایک دوسرے کو کافر کہہ اٹھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو مارنے تک کے لئے تیار ہو جیتے ہیں۔ اگر کسی مذہب میں کوئی ایسا کرتا ہے۔ تو ہمیں سمجھ لیا چاہئے کہ وہ مطلب پرستی کی بنا پر ایسا کر رہا ہے۔ اپنے مذہب کی بنا پر نہیں۔

ہندو مسلم سکھ یا عیسائی ہونا۔ یہ بھی موقع کی بات ہے۔ جاس کی بات ہے۔ ایک شخص اسلام کو سب مذاہب سے اعلیٰ ترین تصور کرتا ہے اور دوسرے سب مذاہب کو بھی خیر خیال کرتا ہے کیونکہ اُس نے منہم فیملی میں پرورش پائی ہے، اگر وہی شخص کسی ہندو فیملی میں پیدا ہوتا، تو شاید وہ ہندو مذہب کو ترجیح دیتا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کے کارکنوں کے راستوں میں، طریقوں میں۔ دھاروں میں خیالات میں خرابی ہوتی ہے۔ جس کو ہم اکثر مذہب کی خرابی سمجھتے ہیں۔ اور دراصل مذہب کی کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ جب انسان کہ آدم گیان ہو جائے۔ اپنے آپ کا گیان ہو جاتا ہے، تو ہر ایک کو اپنے ہادی مانتا ہے۔ ہر ایک میں اپنی آتما کا پرکاش دیکھتا ہے سبے شک وہ کسی مذہب کا پیروں کوں نہ ہو، کیونکہ مذہب کے علیحدہ ہونے سے آتما علیحدہ نہیں ہوتی۔ سب کی آتما اسی طرح ایک رنگ اور ایک روپ والی ہے جس طرح مختلف رنگوں کی گائیوں کے دودھ کا رنگ اور روپ ایک ہے۔

لیکن ہر آج اصلیت سے اتنے بے پرو ہو چکے ہیں۔ صداقت کو اس طرح بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ حقیقت کو اس طرح زاموش کر چکے ہیں کہ ہم اپنے دھرم اور مذہب کا صحیح مطلب بھی معلوم نہیں، ہم صرف لکیر کے فقیر بن کر رہ گئے ہیں۔

ہم اپنے مذہب کو کیا سمجھ رہے ہیں کہ ہندو ہو تو نہاد ہو کر گیت کا پاتھ کرے، سکھ ہو تو گھر تھ صاحب کی بانی پڑھے۔ اسلام ہو تو قرآن شریف

کی آیت۔ اور عیسائی جو، تو بائبل کا چیرٹ، اور پھر بت کر کے رکھ چھوڑے بے شک ساری عمر اس کی ایک لائن کا مطلب بھی نہ سمجھے۔ اور اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ اور اس کے بعد بے شک وہ دن بھر کتنا ہی جھوٹ بولے۔ دوسروں کو کتنا ہی دھوکا دے اور اپنی مطلب براری کا شکار بنائے۔

لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا، تو سماج اس کو ادھر بھی سمجھتی ہے۔ اس کے بھائی بند اس کو مذہب سے گرا ہوا تصور کرتے ہیں۔ اور بہت سے ہمارے منہ بھائی تو یہاں تک کے تائیل ہیں کہ اگر کسی کے ساتھ ان کا کپڑا تک جھٹو جائے۔ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دھرم سے گر گئے۔ اس لئے اشران ضروری ہے۔ لیکن یہ دھرم سے گرنا نہیں۔

دھرم سے انسان جھوٹ بولنے سے گرتا ہے۔ کسی کو دھوکا دینے سے گرتا ہے اور دھوکا دینے سے ہم نے جس چیز کو جو نام دیا ہے، جس چیز کا جو نام رکھا ہے۔ مثلاً بہن۔ لڑکی۔ پتی، اس کے ساتھ ویسا ہی وہاں نہ کرنے سے گرتا ہے۔ اور دھرم سے گرنا، اپنے اصول سے گرنا ہی دکھ اور مصیبت کا کارن ہے۔ جس کو ہم روزمرہ کی زندگی میں کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے، اور اپنا مطلب حل کرنے کے لئے اپنی تھوڑی سی خوشی کے لئے۔ تھوڑے سے فائدے کے لئے دوسروں کا کتنا نقصان کرنے پر تیل جاتے ہیں۔

جو اپنے دھرم سے نہیں گرتا۔ جو اپنے دھرم کے اصولوں پر اٹل رہتا ہے۔ اس کا انتہ کرن شدہ ہو جاتا ہے۔ اور انتہ کرن کی شدہ سے شانتی ملتی ہے۔ شانتی سے آتم گیان، اور آتم گیان سے سکنتی۔ ان سب باتوں کا پتہ یہ ہے کہ جو دھرم کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ دھرم بھی اس کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔ دراصل اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ آجکل ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بھی ہمیں اپنے دھرم کے نزدیک لے جانے کی بجائے اس سے بہت دُور لے جانے والی بن کر رہ گئی ہے! ہمیں اور کتنے ہی مضمون پڑھائے جاتے ہیں، جن کا تعلق ہماری زندگی میں صرف نوکری یا ڈگری حاصل کرنے تک ہی محدود ہے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے سکولوں اور کالجوں میں دھرم نامی کوئی مضمون نہیں پڑھایا جاتا۔ (ایک وقت تھا جبکہ ہمیں ہماری گوروؤں کی تعلیم میں سب سے پہلے یہ سبق پڑھایا جاتا تھا۔) پھر ہمیں کہاں سے پتہ لگے۔ کہ دھرم کیا چیز ہے۔ دھرم کا کیا ہونا ہے!

اگر کوئی کبھی بھول کر بھی ہمارے لیڈران سے یہ سوال کر بیٹھتا ہے۔ کہ ہمیں یہ سبھی کٹ پڑھایا جائے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ "یہ سبھی کٹ نہیں پڑھایا جاسکتا، کیونکہ انڈیا ایک سیکولر سٹیٹ ہے۔ لیکن شاید ہمارے لیڈران بھی اس امر سے بے بہرہ ہیں کہ ہر مذہب کے بنیادی اصول ایک ہیں۔ اور ہر انسان کا دھرم بھی ایک ہی ہے۔ خدا بھی ایک ہی ہے۔ دُنب بھی ایک ہی ہے، اور منش جاتی بھی ایک ہی ہے۔ اگر انہیں یہ پتہ نہ ہوتا تو ہمیں کبھی اس آسجیات سے محروم نہ رہتے!!

امرت سرور۔ مصنف بھاگ مل جی سینی۔ اگر آپ پریم بھگتی اور گیان دلش نظر سے اپنی آنکھوں کو کھینچا پھرتے ہیں تو اس عنوان کتاب کو لے لیجئے۔ اس کتاب میں نہایت شیریں اور موثر قصوں میں سچے پریم و اخلاق و معرفت کا جو ہر بھر پور ہے۔ عام کتابت کہ پڑھنا نہیں ملتا۔ شانتی پرائیڈ کی پائیڈے پریمال سے زیادہ پریم کے لئے ہے۔ جس لئے یہ پھر شانتی پرائیڈ سے کہتے ہیں جو ایشور پریم کرتا ہے وہی کہتا ہے۔ دور نہیں آجکل ہمارے مہن دولت اور ستری بال پتہ پایہ ہیں یہی ہے کہ آپ کو ایشور نہیں ملتا۔ یہ چند روزہ خوشیاں ہم سے چھین لی جاتی ہیں اور ہم نے ہم سارا طرح کو قصور جاتا ہیں جلاتے ہیں کہ اگر آپ جلا جائیں تو ہمیں کتنے دن کتاب کہہ رہیں۔ قیمت ۱۰/۰۰ بچہ علاوہ بھوڑا لک۔ ملنے کا پتہ: دفتر رسالہ ادم بازار انجیر کی گیٹ۔ دہلی

مانو ہے کہ سال تو کوئی دِل لیکھ

اور شویت شر و چاندنی بھی چھائی ہوئی تھی !
بیٹھے ہوئے تھے گھاس پہ کچھ لپٹو اور پکشی
اور باقی سبھا سدھی تھے اُن گزت ابستھت
اس دشنے پہ ہر اک نے وچار اپنے دیئے تھے

واپو لئے اچل میں سب اس آئی ہوئی تھی !
اک نڈیا کے تپ پر تھی ہری گھاس مہل
اک مٹی کے ٹیلے پہ تھا پردھان سٹو بھت
کیوں شریٹھ ہے مانو یہ سبھی سوچ رہے تھے

سب دیکھتے تھے ہوگا ابھی کوئی اشارا
اک آہنی گپ مانو ابھیماں کا مارا

اس مان پہ آئے میں وہ پھولا نہ سنایا
اور مانفت تھا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے
کیوں تم کو ہر اک سے بلا او نچا رنگھاسن

پردھان نے سٹان سے مانو کو بھٹایا
یہ جانتا تھا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے
تو چھا کہ تیری سریشٹھا کا کون ہے کارن

اور سٹندھو کی چھاتی پہ ہوں تنکے سا بہاتا
بن جاؤں گا کچھ ورشوں میں ششی لوک کا باسی
میں لابیٹ و میوزک سے ہوں دُنیا میں اُجاگر
اور یک جھکنے کی بھی دیری نہ لگاؤں
میں اُٹھوں تو اک دُنیا مجھے سیس جھکاے

بولاکہ میں اکاش میں لوہ ہوں اُڑاتا !
واپو میری مٹھی میں ہے بجلی میری داسی
پر و ت کئی کاٹے ہیں تو چیرے کئی ساگر
دُنیا کے ہر اک کو نے میں سندیش سٹاؤں
یہ راکٹ، یہ ایٹم ہیں بنائے

پردھان ہو دیہ نے سویم مالا پہنائی
اور بولا کہ کچھ اور کرو اپنی بڑائی

میں جاؤں تو آکاش بچاؤں بھوتل پر
اور بولا کہ کتنوں کو ہے اس طرح پچھاڑا
پر بول اٹھا پھر بھی وہ سامنے سے سنبھل کے
جب پاؤں اٹھاؤں تو کوئی ساتھ نہ بھاگے

تب بولا کہ دشتوں مجھے نے بھج بل پر
رُخ راج نے تب ٹونٹ سے اک درکش اکھاڑا
تب تھوڑے سے بل پر تو گئے ماتھے کے اوپر
میں دوڑ لگانے میں ہوں ہر ایک سے آگے

تب بول اٹھا گھوڑا، ذرا جھجکونہا رو
جھنڈا کے وہ بولا کہ میں کھانے پہ جو آجاؤں
گدھے نے کہا۔ تن کے یوں رہنا نہیں اچھا
پھر بول اٹھا کون بھلا مجھ سے ہے چنچل
تب بولا کہ میں دشواریں اتم ہوں نرت کار
مانو نے کہا سب سے سربلایے میرا گان
بولی کہ ادھر سرتا بھی کیا خوب ہے گاتی
تب ہو کے چکت بولا کہ میں روپ کی ہوں کھان !
تب اٹھ کے لگا کہنے میرے نین ہیں سندر
کھنجن نے کہا میں بھی تو بیٹھا ہوں سبھا میں
دھبھٹوں کی طرح بول اٹھا ہاتھ اٹھا کر
بھیر یوں نے کہا اول تو موتی ہے ہماری
پھر ریشمی کپڑے نے کہا، دیکھئے سرکار
کچھ ٹھک تو گیا پھر بھی مگر ہار نہ مانی !
تب ایک کبوتر نے کہا گردن اٹھا کر
تب بولا کہ بھوجن میرا ہر جینے سے اتم !
”جو کھیت میرے پاؤں سے رندے نہیں جاتے
تب بولا کہ کر لیت ہوں میں پھلوں کا آہار
جب پشتوں کی آواز سے چکر اگیا مستک
پھر نوچھنا یاد آگیا ماتھے کا پسینہ

پھر بولا کہ ویدوں سے مجھے ایسا بلا گیا
اس گیاں سے میں لیتا ہوں بھگوان کو پہچان

پردھان ہر وہیہ نے کہا، اب میں گیا جان
یہ گیاں چرندوں نہ پرندوں میں آج اگر
سب کچھ تیرے جیون میں ہے یدی گیاں نہیں تو
”پتھوں سے بھی بھر شٹ ہے۔ مانو ہے کہاں تو
نہم بھر شٹوں سے بھی بھر شٹ ہے۔ مانو ہے کہاں تو

پھر دل میں جو آجائے وہی بات اُچارو
کوئی بھی وہاں بیٹھا ہو میں ہار نہ کھاؤں
یہ جھوٹ میرے سامنے کہنا نہیں اچھا
وانرنے کہا آنکھ سے میں ہوں نہیں اوجھل
اک مور نے مستی میں کہا۔ دیکھئے سرکار
کوئل نے کسی کو نے سے تب چھڑ دی اک تان
ہے اس سے بھی بڑھ کر تیری آواز سُریلی؟
بول اٹھی چوری کہ ذرا چندر کو پہچان !
اک ہرن پکارا کہ کہو۔ مجھ سے بھی بڑھ کر؟
پھر مکمل نے سنگیت کیا مدھم ادا میں
میں تن پہ پہنتا ہوں بڑے قیمتی وسنت
اور دیکھئے، وہ سامنے کیاس کی کیاری
ہو جائے گا اک سینا، جو منہ سے نہ بولتا
بولا کہ بہت صاف پایا کرتا ہوں پانی !!
گدلا جسے کرتا ہوں میں پنکھوں سے نہا کر
اک بیل پکارا کہ ہے سچ اس میں بہت کم
راجا ہو کہ بیجا اسے بالکل نہیں کھاتے
طوطے نے کہا، جن کو کرتا ہوں میں سرکار؟
اور پنکھیوں کی بات سے پتھر اگیا مستک
ابھیمان ہوا چور تو سگیا گیا سیدہ

ایک مہامتا کا پر ساد

قسط دوم

از لالہ جگن ناتھ جی مکھنہ بھٹی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

مُتَشَبِّہ کا گہرستی چوین ہی آنگ اُتتی کا ہی ایک سادھن ہوتا ہے، اگر اس چوین کو بھوک و لاس آدی میں یا دھن سپنہ کرنے، سوار تھ سہڑھی کیلئے، دوسرے سے دودیش کرنے، بندا کرنے۔ اور موہ روپ جال میں پھنسے رہنے وغیرہ اشیئہ کاموں میں ہی گذار دیا جائے، تو مُتَشَبِّہ اپنے چوین کا داستوک آدیش پورا نہیں کر پاتا، اور آد اکون کے چکر سے نہیں چھوٹ سکتا۔ جیسا گیتا بھگوتی میں بتایا گیا ہے کہ۔

انیک چت در مہرانتا، موہ جال سما درتہ

پر سنگتہ کام بھو گیشو پتنتی نر کے اشچو (۱۶)

ارتھات۔ انیک پرکار سے بھرت ہوئے چت والے، موہ روپی جال میں پھنسے ہوئے، اُدشے بھوگوں میں اتینت آسکت ہوئے جہاں اچوتہ رنگ میں رگرتے ہیں۔

گہرست آشرم کے دھرموں کا بھتھو چت ریتی سے پالن کرنا بڑا کٹھن ہے۔ جو کہ مشیل گہرستی ان کو پالنے ارتھات ان پر بھیک طرح سے عمل کرنے میں سہیل ہو جاتا ہے اور کسی اور پر اس مارگ سے پتھ بھرشٹ (گمراہ) نہیں ہوتا۔ اُس کا چوین آدیش ہوتا ہے۔ زیادہ سندان پیدا کرنا گہرست کے لئے آدشیک نہیں ہوتا۔ جو اسی بات کو اپنے چوین کا دیشیش لکش یا دیشیے سمجھ بیٹھے ہیں۔ غلطی پر ہیں۔ اس سے انہیں طرح طرح کی کٹھنا بیاں ہی سنہنی پڑتی ہیں، اور ان کا سارا چوین اس اُدھیروں میں ہی گزر جاتا ہے۔

یہ کہ لیا، یہ گرتا ہوں، یہ کل کروں گا میں

اس فنکر و انتظار میں شام و سحر گئی

آجکل تو سرکار اس کوشش میں ہے کہ سندان کا زیادہ پیدا کرنا قانونی طور پر ہی روک دیا جائے۔ لیکن اسکی ضرورت ہی نہیں پڑ سکتی، اگر دُشیتی دھرم مارگ پر چلتے ہوئے اپنی چوین یا تڑپوری کریں۔ سندان ضرور ہو، لیکن ایسی جو کیول شامتری اور پتری برن اتارنے والی ہو۔ نہ کہ کیول سنگھیا بڑھانے والی۔ تبھی تو کہا ہے۔

جُشنی جنے تو بھگت جن، یا داتا یا شور

نہیں تو جُشنی با سنجہ رہے، کیا گنوا سے لور

ارتھات۔ اے سندان پیدا کرنے والی ماما، تو ایسی سندان پیدا کر، جو بھگت یا دان دینے والی یا شور ویر، ہسار ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے، تو تمہیں با سنجہ ہی رہنا چاہئے، کیونکہ اُس صورت میں اپنے سونڈر یہ کو گنوانے سے کیا لا بھ؟ بے شک ایک ہی سندان ہو لیکن جو بڑھلا جیسی یا دھرو جیسی، جس سے تھاری ہزاروں پیڑھیاں تر جائیں گی، انہیں تو

اولاد پیدا کرنا کسی کام کا نہیں سمجھا جائے گا۔ بچے تو گدھے کے گھوڑے کے اور سور کے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ پتر نہیں کہلاتے، پتر وہ ہے جو مینا کو ترک سے بچائے۔ جو سوئم تر تاہے، وہی اوروں کو بھی تار سکتا ہے۔

ایک کتیا بھی، اُس کے سر میں کپڑے پڑ گئے۔ ایک دن وہ ایک مکان میں جاگھسی، بہت بھوک تھی۔ اُس کے پیچھے اُسکا ایک بچہ بھی اندر جاگھسا مالک نے کتیا کو باہر نکالنے کے لئے نوکر کو کہا۔ نوکر نے فوراً اُس کو ایک ڈنڈا مارا، اور وہ چیں چیں کرتی باہر بھاگ گئی۔ بچہ اندر ہی رہ گیا۔ مالک نے اُٹھ کر روٹی کا ایک ٹکڑا اپنے کے آگے بھینکا، وہ اُسے کھا گیا۔ اگر پتر موتا تو کبھی نہ کھانا۔ وہ اُس آدمی کے پاؤں کو کاٹ کھانا، کیونکہ اُس نے اُس کی ماں کا ایمان کیا تھا۔ اُسے بھوجن کیسے سوچتا تھا۔ یہ ہے اُتر۔ ایک کتیا کے پلے اور منشیہ کے پتر میں، جو اپنی ماں کا ایمان کر اپنی نہیں سہہ سکتا۔ کہتے کہ بیک کی بات ہے، کہ بھارت ماں کا ایمان ہو رہا ہو، اور ہم مریے سے جیون گزارتے رہیں۔ !!

ہیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ مری کیسے؟ ویسے تو مرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ پھر بھی ہیں جہاں تک ہو سکے، یہی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم وہی پوزوک مریں، جس سے پھر جنم لینے کا پئے نہ رہے۔ دو طرح کے پتر شول کو اوجیہ گتی پراپت ہوتی ہے۔ ایک پرم سنس کی، جو سورج منزل کو چھین کر کے اوپر چلا جاتا ہے۔ اور دوسرے سنگرام میں مرنے والے کھشتری کی، ارتھات جو دھرم کی رکھشا کرتا ہوا ارتھ کھشتری میں پرائن دے دیتا ہے۔ یہی ایسی گتی پراپت ہونا مشکل ہو، تو پرائی نا کو چاہئے، کہ گنگا تپ پر ہی چلا جائے۔ اور سور سو نیاگ کر کے اپنے ہر دسے میں بھگوان کی شکل مٹی چھپی بٹھا کر، شری گیتا اور دشنہ سسر نام کا پاٹھ کرتے ہوئے یا سنتے ہوئے گشت کے آسن پر لیٹ کر اپنی دیہ کو نیاگ دے!

ہاتاجی کا یہ اہدیش سننے کے بعد ایک سچن نے پوچھا کہ ہمارا ج کر یا کر کے اُس شاموت دھرم کا بنوین کریں۔ جس کے سیون کرنے سے منشیہ جنم مرن کے بندھن سے چھوٹ کر کلیان کو پراپت ہو جاتا ہے۔ یہ پرشن سن کر ہاتاجی بڑے پر سن ہوئے۔ اور بڑے پریم سے اس طرح بولے۔

شری بھگوان نے بھگوت گیتا میں یوں فرمایا ہے۔

آرور کشتور منیر یو گنگا کرم کارن چھیتے !
{ اوجیہ }
یوگا روڈھتہ تسمینو، تسمہ کارن چھیتے !!
{ شولک ۲۰ }

ارتھات۔ سموتو بدھی روپ یوگ میں آروڈھ ہونے کی اچھا دالے، منن بشیل پریش کے لئے یوگ کی پراپتی میں شکام بھاؤ سے کرم کرنا ہی مینو (سبب) کہا ہے، اور یوگا روڈھ ہو جانے پر سور و سنگلیوں کا اچھا دہی اُس یوگا روڈھ پریش کے لئے کلیان کا مینو یا کارن کہا ہے۔ جن کائنات پر یہ ہے کہ بھگوت پراپتی کی جگہ سا دلے پریش کو چاہئے کہ وہ سموتو بدھی روپ یوگ میں اپنی تہوت ہو، جس کا سادھن کیوں شکام بھاؤ سے کرم کرنا بتلایا گیا ہے۔ جب اس طرح اچھا یاں کہنے ہوئے وہ سموتو بدھی یوگ میں آروڈھ ہو جائے، ارتھات جب وہ سموتو بھاؤ اور شکام بھاؤ سے کرم کرنے کا اس کا سو بھاؤ ہو جائے۔

ارتھات۔ جب راگ دوش، بنداشتی، سکھ دکھ آدی دونوں سے اوپر اٹھ کر، یا ان میں کم بدھی رکھ کر وچرنے لگے، تو وہ سموتو بدھی روپ یوگ میں آروڈھ ہو جاتا ہے۔ جو سمبھاؤ سے ہی دکھ سکھ میں ایک جلیا رہتا ہے، جسے اپنی سستی مل کر پرستتا نہیں ہوتی، اور نہ ہی اپنی بنداشتی کو دکھ ہوتا ہے، جس کا نہ کسی سے راگ ہے، اور نہ کسی سے

دویش - ایسا پیش و استو میں یوگی ہے، اور جب اپنے اس بھاو میں بڑی کینہ جو کہ سب سنگھوں کو بھی تیاگ دیتا ہے - یعنی اس کے من میں کوئی ایسا سنگھ پیدا نہیں ہوتا، جس کو پورا کرنے کے لئے اسے کچھ کرنا پڑے۔ اور اسی سے اسے کلیان پراپت ہو جاتا ہے۔

یہ سن کر اس جگیا سونے نوید کیا، کہ بھگوان! اس گروہ و شے کی کچھ اور دیا کھیا کیجئے، تاکہ اس کا توتو ہمارے دماغ میں بیٹھ جائے، اس کے جواب میں ہاتا جی بولے :-

”اے عزیز دافر تیر کلیان کا وہی ادھیکاری ہوتا ہے، جو سنہار سے منہ موڑ لیتا ہے، اس کی کوئی دستو اسے خلا انسان نہیں کر سکتی۔ استری، پتر، دھن، پیتی، مان، ایشورہ آدی میں سے کوئی دستو بھی اسے اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی۔ اور اس طرح سے وہ اتم آند میں ہی سہیت ہو جاتا ہے، اور جو کرم بھی وہ کرتا ہے، کیوں شکام بھاو سے۔ ارتقات پھل کی اکانتا نہ کرتے بہتے ایشوراز پن بھاو سے، اس سے اس کا اپنا کوئی پریو جن نہیں ہوتا۔ اسی بات کو سگم ریتی سے آپ نے ان شبدوں میں کہا ہے :-

”من منا ہنو، مذ بھکتو ند یا جی مان من کرو۔“

”ما میو ایشیسی، میکت دیو ماتانگ مشرا مینہ۔“

ارتقات :- کیوں مجھ پتا میں ہی زرفتر من لگا۔ میرا ہی بھجن کر، پریم پوزوک میری پوجا کر۔ مجھے ہی دندوت ساسٹانگ پر نام کر۔ اس پر کار میرے مشن ہوا آتما کو ای بھاو سے مجھ میں لگا کر میرے کو ہی پراپت ہو گا۔ اس سے اور سگم پائے ایشور پراپتی کا کیا ہو سکتا ہے۔

یاد رہے کہ جو پرشس یہ سمجھ کر کہ بھگوان جگیا کوئی بھی اس کا شہرہ دے، پریمی اور بہتر نہیں۔ زرفتر انقیہ پریم سے ان چتن کرتا تھا اسناد میں درتتا ہے، وہی انہیں توتو سے جانتا ہے، اور ایسے پرشس کے لئے ہی بھگوان فرماتے ہیں، کہ وہ شریہ کو تیاگ کر پھر جنم کو پراپت نہیں ہو گا۔ یہ سن کر جگیا سوبولا :-

”بھگوان! اب یہ بتانے کی اور کر یا کیجئے کہ بھگوان کو توتو سے جانتا کیا ہے؟ - اس کے اتم میں ہاتا جی نے کہا، - کہ بھگوان اجنٹا، اوتاشی اور ادیکت اور سب پرائیوں کے ایشور ہونے پر بھی اپنی پرکرتی کو وضع کر کے دیگ مایا سے پرکٹ ہوتے ہیں۔ کیوں سادھو پریش اور اپنے پیارے بھکتوں (جن کو وہ اپنی آتما ہی سمجھتے ہیں) اسکے اوتھار اور دستوں کے ناش کرنے کے لئے اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا ہی کہ دستو میں تروہ اجنٹ اور اوتاشی ہیں۔ پرتو بھو من ڈل پر دیکت روپ میں ارتقات شریہ دھاری سے ہو کر اپنی ایلا میں کرتے ہیں۔ بھگوان کو توتو سے جانتا ہے۔ ان کو عام سنہاری جیووں جیسا دیہہ دھاری کچھ لینا سمجھ قبول ہے، کیونکہ ان کا شریہ کرم رحیت نہیں ہوتا، کیوں دیگ مایا کا ہی رچا ہوا ہوتا ہے! اور انہیں یہاں کے جانے والے کرم جو وہ لوگ سنگرہ کے لئے کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیانے مان نہیں کرتے۔

ارتقات :- وہ کرموں سے نہیں بندھتے، اس لئے وہ کرم کرتے ہوئے بھی اکوتا ہی رہتے ہیں۔ اور اسی بدھتی سے منشت پرکرم کرتے ہوئے بھی ان سے نہیں بندھتے!!

اور پیشوں میں وہی بدھی مان ہے، جس کے سنہون کا زینہ کا منا اور سنگھ پ سے بہت میں اور وہی اوجیہ گتی کو پراپت ہو سکتا ہے!

گیانی اور چاروان پرش عورت کی خوبصورتی میں بھگوان کا ناس دیکھتے ہیں۔ کیونکہ عورت خوبصورت خود نہیں، بلکہ خوبصورتی بھگوان کی ہے اور بھگوان ہے، جیسا کہ سوامی بڑا مندرجی فرماتے ہیں۔

Think, that the beauty in her face is the beauty of the Lord. Beauty is God. Women brings the message that God is beauty of beauties. Woman is the symbol of beauty.

There should not be any lustful look. The angle of vision must be changed. Then, there will be Perfection,

Bliss and the knowledge of his own-self."

ارتقا۔ گیانی اور شمع ہر دے دلے کو عورت کی خوبصورتی گویا بھگوان کی جانب بلدا ہے۔ اُسے دیکھ کر اُس کو بھگوان کے سروپ کا خیال آتا ہے۔ اور یہ خیال اور خدا گرا جو کہ بھگوان کے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ ایسی شدہ اور آئندہ ایک درستی پھر دشنے میں کیوں بھگوان کرے۔ اُس کے لئے بقول مٹری گورو ناکت دیو جی ہمارا ج۔

”کت جائے رے گھولا گورنگ - میرا چت نہ چلے من بھیو پنگ“

والا معاملہ ہو جاتا ہے۔

اے آتما! اپنے جریہ کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ اس کی رکشا آکی روحانی و اخلاقی بڑی کو چار چاند لگا دے گی۔ اس کو بے پرواہی سے کام میں لانے والا انسان کبھی باصحت اور جاذب نگاہ نہیں رہ سکتا اور راستہ میں ہی موت اُسے آگیتی ہے۔ ہر گھڑی ناپاک جذبہ کے زیر اثر اس کو پھیرتا اور خیر کرتے رہتا، خود کشی کے برابر ہے۔ اس میں سیلاب اور طغیانی پیدا کرنے والے حالات اور جذبات سے دور رہو۔ اس کی باقاعدہ حفاظت کی طرح کے مروجہ کایا کلیوں سے بڑھ چڑھ کر جرتب ہے۔ جریہ کا بڑی طرح ستیا ناس کرنا وہ رستم ڈھسا ہے کہ رستم اور سہاگ کے تیغ ہائے آبدار نے میدان جنگ میں نہ ڈھلے ہوں گے۔ جرمنی، جاپان، امریکہ وغیرہ ممالک کے مردم آنا۔ دیا دل نے بھی تک اتنی تباہی، سیرجی کے بلاتوہ بھی اتنی انسانی جانوں کا نقصان نہیں کیا، جتنا کہ دیر سے کہ وہ دلا کے بے تحاشہ نقصان دے گیا ہے۔ (جاری رہے گا) *

۱۔ اے ناریو! تم میں وہ کونسا کر ضرر ہے، کہ تمہارا دگر بھی دلوں کو بے قابو کر دیتا ہے۔ اے گوری گوری زمین مہود تو! تم نے یہ دوسروں کو مہولینا کہاں سے سیکھا ہے۔ اے نازک اندامو! آخر تم میں وہ کونسا وصف ہے، کہ تمہیں دلوں کو چھین لیتے دیر نہیں لگتی۔ اے حسن کی دیویو! تم ہی بتاؤ کہ تم میں وہ کونسی قوت و دیر بائی ہے، کہ تمہاری تعریفیں بھی دوسروں کے دلوں کو انجھڑن کھینچ لیتی ہیں۔ اے خوب رو! تمہیں کونسا مومنی منتر آتا ہے کہ تم پر پھونکا، وہی متوال ہو گیا۔ اے عالم افروز حسن! اگر کس ہلاک چیز ہے کہ انسان کو انسانیت سے خاص کر کے حیران بنا دیتا ہے، جیسا کہ انہیں چلتا پھرتا ہے، مگر تیری بدولت انسان اس قابل بھی نہیں رہتا، اسکا رتبہ حیوانات، نباتات اور جادو کی گڈر جاتا ہے۔ کیونکہ نباتات میں قوت و شوفا تو ہوتی ہے مگر اس میں یہ نہیں ہوتی۔ مگر وہ سوکھ سوکھ کر خیر ہو جاتا ہے، جمادات کی کام میں تو جاتے ہیں، مگر انسان کھنچی کا مارا کر مریض کی دوا نہیں دیتا، افسوس انسان جو اس اشرن مخلوقات سمجھا جاتا ہے، انسان کا نبات سے بڑھ کر جاتا ہے۔ اے غصہ! اعلیٰ ترین مرتبہ سے یہ اعلیٰ ترین رتبہ۔ حیف! اگر بے اہل چیز پر یہ ذلت سے دلرباؤ! خوب تمہارے حسن کی تعریف ہی یہ آئیں بریا کرتی ہیں، تو تمہاری انجھنی چنچیں تمہاری جادو بھری آنکھیں تمہاری کھلی گونے والی نظریں، تمہاری ترجمی تمہاری نہ معلوم کیا کیا غضب ڈھاتی ہوں گی!

۲۔ ہر مہر جو کو دایم قائم رکھنے کیلئے کسی غیر کی خدمت و اطاعت میں نظر نہیں دیکھتا، اور نہ ہی اُس سے ٹھٹھا اٹھاتا ہے۔ ورنہ تم نفسیات کے بند (فٹنڈ آگے سفر نہ کرے)

از

دنیا سے دُور !

ہیاتا شہنشاہ جی ہلراج

دُنیا سے دُور سے نہ دل کو تم لگانا دیکھنا
آہ نہ موت میں اپنی گھڑانا دیکھنا !

دل ہی گر دینا ہے۔ اہل دل کو دینا دیکھنا

ورنہ اپنے پہلو میں ہی رہنے دینا دیکھنا

فعل بد سرزد ہو کر تو جوتے لگواتی ہے یہہ
کام گر ہو اچھا، پھر بھی نام دھرواتی ہے یہہ

سر طرح اپنی غرض، چالاک دیکھلاتی ہے یہہ
دام میں تو سو طرح انسان کو پھنساتی ہے یہہ

پہلے تو ناز و ادا دیکھلا کے بھراتی ہے یہہ

پتھر اپنے عاشقوں سے خاک چھنواتی ہے یہہ

بدمرہ ہے زندگی، اس کی جو چاہے اُسے
ذائقہ اس کا نہ سدھوے جو کبھی کھائے اسے

ہے یہہ لڈو ریت کا، کھائے تو بچھکے اسے
گر نہ کھائے تو بھی رووے، اور چلائے اسے

رووے عاشق اس کا جو غصہ کبھی آئے اسے

رونا دھونا اپنے عاشق کا سدا بھائے اسے

جو ملے گا۔ اس سے آخر، اُس کو جیل دے جائے گی
جان شیریں لے کے بھی بالکل نہیں شرمائے گی

پاس جو بیٹھے گا اس کے اُس کو بھی تڑپائے گی نا
اور جو بھاگے گا اس سے، اُس کو بھی پھسلانے گی

داؤ اور بیچ میں نیچا آئے دیکھلائے گی

بے طرح ظالم غرض دھمکائے گی، کلپائے گی

ہے یہہ ناگن پھانسی سے اس کی بچا نہ پسیر مرد
ڈنگ تچے کو بھی مارا اور کھایا پسیر مرد

سامنے پڑتا نہیں، خواہ کیسا ہو گمبھیر مرد
جیتنا نمشکل ہے، خواہ کیسا ہی سو رندھیر مرد

ایک نہ اس کو لگے جو لاکھوں مارے تیر مرد

موم ہے اس کے لئے کیسا ہو آہنگیر مرد

دُم میں اسکے آکے بیدم ہو گئے چالاک بھی
ہار مانے اس سے اکثر ظالم و بیباک بھی

دُم دبا کر بھاگیں اس سے جابر و سفاک بھی
کھائے گردش اس کے آگے گردشِ اظلاک بھی

ڈرتے رہتے اس سے ہیں نایاک بھی اور پاک بھی

ہیں ٹھکاتے سر پہاں محتاج بھی اِملاک بھی

شاکر ہیں اسکے بھی پیرو جاں - خود و کلاں ! بیٹا بیٹی باب ماں، سالا خسر بی بی میاں
اس کے آگے تیرے سرکش بھی ہیں پار و کلاں بے یہ وہ آتش بکھیرے دم میں آتش کا دھواں
چھٹے اس سے چھوٹے ہیں عاقلوں کے بیگیاں

اور ہے خطرے میں اس سے پار جان جاہل

دھوکے کی ٹٹی ہے دنیا ہیں سبھی اس کا شکار جاے گی یہہ دیکھتے ہی دیکھتے سب کو ڈکار
اس کو ہی کہتے ہیں عاقل بھرنا پیاکتار گو نظر آتی ہے گلشن - دراصل ہے دشت و خار
ہے یہ مد کی بھٹی بچنا صوفی گر رہنا ہے پار
ہے یہ مار آستین منہ نہ لگانا زمینہ پار

ہیں ہماری دُور سے اس نازنیں کو ستو سلام مہم غلام اس کے ہیں یارو، جو نہیں اس کا غلام
اے شہنشاہ اس منہم کا بقول کے لینا نہ نام خام بھی جو پختہ ہے، اور پختہ بھی ہوتی ہے خام
رستہ حق نے ہے دکھایا گو بڑا ہے اس کا دام

دام ہے جس کی یہ رمی وہ سدا اپنا ہے نام

بچنا ہے اس سے تو اس کو بھول کر منہ مت لگا ! ہے دیا بچنے کا رستہ حق نے یہ تیرے بتا
پھیرنا رخ اس طرف سے پانا ہے بس ذابیکا پیش خمیہ ہے لگانا اس سے دل آفات کا
جو نظر حق سے ملائے ڈرے کس بات کا
خون ہے اس کو جو عاشق ہے اندھیری رات کا

اس سے بچنے کی تمنا اگر نہیں ہو میری جان ! بھید اس کا ہم بتا دیں کھول کے تو سن لے کان
جب ستانے کچھ لگے تجھ کو یہ تیری مہربان دانتوں کے نیچے دبا کے اس گھڑی اپنی زبان !
یاد کر اس کا سلوک اور پڑھ لے یہ میرابیاں
پھر جبا آسن و کر تو قادر مطلق کا دھیان

اس عمل سے قلب مضطر کو تیرے ہوگا قرار اور اس سے چل نہیں سکتا کبھی بھی اس کا وار
جیتی بھی ہو اس نے بازی تو بھی جانے تجھ سے ہلا بلکہ تیرے سلنے ہووے گی بالکل شرمسار

بحر غم سے ہوگا فوراً ایسا کرنے سے تو پار
گو کہا ہم نے ہے سب کچھ ہے ولے تو مختیار

ادم کا حلقہ ست سنگ

(نوٹ)۔ ادم کے پریمی اگر کسی روحانی مسئلے کے متعلق خصوصاً ویدانت یا فلسفہ کے کسی سوال کے متعلق وضاحت یا تشریح چاہتے ہوں تو وہ اپنا سوال مختصر الفاظ میں لکھ کر مجھے بھیج دیں۔ ادم میں اس کا جواب شائع کر دیا جائے گا۔
روحانی متلاشیوں کے لئے بے نظیر موقع ہے۔ میرا پتہ: دیوان پنڈی داس چوپڑہ ۹/۶- نئی دہلی ۱۲

جواب:۔ منشور مثالی سے جب سفید رنگ کی کرن گذرتی ہے تو سات رنگ نظر آتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ کیا سفید یا بے رنگ کرن یا شعاع میں رنگ موجود ہیں یا نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ صرف نکلنے پریشہ میں سے گذرنے پر ہی رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ گونا گوں سلسلہ سالم عامے من کی تحقیق ہے۔ ہمارے من کے فعل سے ایک ذات واحد کثرت میں رونما ہوتی ہے۔ اور ہمارے من کے فعل سے ہی یہ عالم ضلین پیدا ہوتا ہے جس میں کہنی اور بدی کی تمیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ نہ ذات پاک اتنا نیکی اور بدی دونوں سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی معتد چاہے کہ صرف روشنی سے ہی ایک خوش طیارہ نکلے تو ممکن نہیں ہے اور اگر وہ چاہے کہ تاریکی یا سایہ سے ہی فوٹیا تصور بنائے تو ممکن نہیں ہے۔ تصویر کی طیاری میں دونوں کی مناسب آمیزش ضروری ہے۔ اب نور روشنی تو اس ذات پاک کی فطرت ہے۔ اور تاریکی ہماری ذات سے پیدا ہوتی ہے۔ فطرت یا پرمانندہ ہمارے من میں جذبات (کام) کروہ (لوہ)۔ مہ (اسہکار) ہیں۔ لئے پیدا کر رکھے ہیں کہ ہم ان پر غالب اگر روحانی ترقی کریں۔ ہر قسم کی ترقی صرف مخالفت پر غالب آئے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا نہیں من میں مخالفت کا کوئی اصول نہیں ہے تو کوئی روحانی ترقی بھی ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔ اب اگر ہم خود ہی اس مخالفت پر غالب آئے کی بجائے اس مخالفت (کام) کروہ و جہنم) کو مستاعد کرنا شروع کر دیں تو بدی تو ہم خود پیدا کر رہے ہیں۔ پرمانندہ تو ہم سے لئے نیکی یا روحانی ترقی کا سامان پیدا کیا تھا۔ لہذا بدی کو پرمانندہ یا خالق کی ذات سے منسوب کرنا صرف جہالت کی علامت ہی ہے۔ پرمانندہ تو یہ ساری رچنا ہماری روحانی بہتری کیلئے

سوال:۔ ہنگوت گیتا میں کرشن بھگوان فرماتے ہیں۔ "تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری مشن میں آ جا۔ میں نہیں سب پاؤں سے مکت کر دوں گا۔ تو فکر نہ کر" تو کیا دھرم کو چھوڑ کر ہی انسان پاؤں سے مکت ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ دھرم وہ ہے جو کہ دھارن کیا جاتا ہے۔ جینک انسان فرایض کی دنیا میں ہے کئی قسم کے فرایض یا دھرموں کی پابندی اس پر لازمی ہے۔ لیکن اس کی ذات پاک میں کسی پابندی کو دخل نہیں ہے۔ اور نہ ہی آتما کو کوئی فرایض یا دھرم ہے۔ جب انسان آتما گیان سے قسم کی پابندی سے بالاتر ہو جاتا ہے اور اسے خود اپنی ذات (آتما) میں ہی مستعان ملتا ہے یعنی جب اسے کیوں پر (خود اپنی ذات حقیقی) پر اپنا ہوتی ہے تو پاپ اسے چھو نہیں سکتے۔ لہذا جب بھگوان کرشن فرماتے ہیں کہ تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری مشن میں آ جا۔ تو ان کا یہ مطلب ہے کہ تو آتما گیان سے ذریعہ کرم بندھن سے آزاد ہو جا، تاکہ تجھے اپنی ذات حقیقی میں قیام نصیب ہو سکے۔ اور پاپ بھی تجھے چھو نہ سکے۔
شریہ ہنگوت گیتا میں لفظ میں سے ہر جگہ آتما سے ہی مراد ہے۔ کیونکہ بھگوان فرماتے ہیں کہ میں تو سب جیور کے اندر رہا ہوا ہوں۔ ہنسار کر کے اس طرح سے پلار ہا ہوں جیسے کہ کھار چکر کو چلاتا رہے۔ صرف آتما گیان سے ہی انسان جیون کی پابندیوں (دھرموں) سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اور صرف خود شناسی سے ہی پاپ سے مکت ہو سکتا ہے۔
سوال:۔ جب کہ پرمانندہ کی ذات میں بدی کو دخل نہیں ہے تو دنیا میں بدیوں سے آگاہی؟ ایسی دنیا جو کہ ذات پاک کی بنائی ہوئی ہے بدی سے پاک ہونی چاہئے۔

ہی رچی ہے۔ جب ہم اس کا نامنا سب استعمال کرتے ہیں تو دکھ پاتے ہیں۔

سوال: ویدانتی لوگ کہتے ہیں کہ جگت مہتیا ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا ہے کہ یہ جگت جس کو ہم سامنے دیکھتے ہیں، کس طرح سے مہتیا ہو سکتا ہے۔ کیا یہ کہ لفظ "مہتیا" کی تشریح کریں۔

جواب: مہتیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ شہ نہ ہے۔ مہتیا سے مراد ہے کہ ہمارے من کے فعل سے علیحدہ جگت کی کوئی آواز نہ ہستی نہیں ہے۔ ہمارے من کا فعل ختم ہونے پر جگت بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عالم صرف عالم معلومات ہے۔ ہمارے حماسات کی شہادت ہے۔ خواہ جس قسم یعنی پنج گیان پوریا کی تخلیق ہے۔ گویا یہ جگت صرف ہمارے من کی تخلیق ہے۔ بذاتِ خود ہست نہیں ہے۔ یہی نسبتی ہستی اس کا مہتیا پن ہے۔ اصلی معنوں میں صرف وہی آخری حقیقت (برہم) ہی حقیقی ہے۔ یعنی صرف وہی بذاتِ خود قائم ہے، اور وہ ذات ہے جسے من اور مہتیا کی پہنچ سے پرے ہے۔ اس میں دیش۔ کال اور علت معلول کو دخل نہیں ہے۔ یہ دیش۔ کال اور علت معلول کا سلسلہ ہمارے من سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی جگت ہے اور یہی مہتیا ہے۔ بذاتِ خود ہست نہیں ہے!

ممری نگر سے فرمان جو سر لال کوں لکھتے ہیں۔

سوال: ادم کا لونا ارتقا لکھیں۔

جواب: شہ ادم کے لونا ارتقا کے لئے ملے۔ نالو۔ اور ہونٹوں سے آواز نکل کر لب بند ہو جاتے ہیں۔ گویا آواز نکالنے کی جگہ کو حرکت میں آنا پڑتا ہے۔ لیکن زبان نہیں ہلتی ہے۔ اسی طرح سے ادم کے پورے معنی بیان کرنے میں زبان بے بس ہے۔ خواہ آواز پیدا کرنے سے ساری شہیری حرکت میں آئے۔ توں تو جابوں میں صرف ایک شہ ادم کی ہی تشریح یا وضاحت میں۔ لہذا اس کے پسے لہو کوں بیان کر سکتا ہے۔

سوال: کیا دل تو ابھی منش بن سکتا ہے؟ اور اگر بن سکتا ہے تو کس طرح؟
جواب: منش انسان اپنے ہی دل سے ہے، وہ اس ہیئت سے صرف آگاہ نہیں ہے۔ ہمارا من جہاد ہے یعنی قدرت کی سب سے بڑی شہادت ہے۔ جب انسان اپنی محنتی طاقتوں سے آگاہ ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ذات برہم کی ہی ظہر ہے، اور سب دیکھائی میں رکھائے ہوئے ہیں۔

سوال: کیا کوہِ مکتی کا کارن نہیں ہے؟

جواب: کوہِ برہم خواہ آقا ہو، خواہ برا ہو، مکتی کا کارن نہیں ہو سکتا ہے۔ اسے کوہِ من کی شہادت ہی کہتے ہیں۔ لیکن مکت تو انسان پہنچ رہا ہے، آقا تو مکتی میں آیا ہی نہیں ہے۔ جب انسان کو اس حقیقت کا علم ہو جاتا ہے کہ وہ لورنٹ شہادتِ مکت ہے، اسی وقت وہ جگت سے پرے آتا ہے۔ یہی گیان جیو اور برہم کی ایکٹ کا گیان ہے۔ بندھن تو محض برہم ماننے ہے! آقا تو نہ بھی بندھن میں آیا ہے، نہ آ سکتا ہے۔

دل کی دھڑکن!

پریشانی گھبراہٹ۔ صفر اویت کیلئے

اکسیر قلب استعمال کریں

لاکھوں کی آدمائی ہوئی دوا

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ علاوہ محصول ڈاک

گاندھی دواخانہ، کلاں نگر۔ دہلی 152۔ ڈی

ہرشی اگست

از ہرشی بصورت لکھی
ہرشی اگست ویدیوں کے مندرجہ ذیل تھے۔ انکی پیدائش کے بارے میں محققین کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی جگہ تو منتر آدون کے ذریعے ویشنو کے ساتھ آنتی بیان کی جاتی ہے۔ اور کسی جگہ پولسنت کی پیتی ہاویہوک کے گھر سے وشنو (راون کا باپ) کے ساتھ ان کا جنم ہونا کہا جاتا ہے۔ ان کی زندگی کے کئی مافوق الفطرت واقعات بتائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ہم یہاں کرتے ہیں۔

۱۔ ایک دفعہ جب اندر نے برتا سر کو مار ڈالا۔ تب کالے نام دیتے سمندر کا سارا پیکر ریشیوں میںوں کا ناش کرنا شروع کیا۔ وہ دیکھ لوگ دن میں تو سمندر میں چھپے رہتے۔ رات کو وہ جھگڑوں میں گھس جاتے اور جن جن کر رہی تھیں۔ مہمان، سادھو کو ہر پ کر جاتے۔ انہوں نے ویشنو جن، جون، بھما، دواج وغیرہ ریشیوں کے ڈیروں پر چھاپ مار کر کو اچیت دھک دیا۔ تب دیوتاؤں نے ہرشی اگست سے پوچھا کہ تیرے ہاں اس کو کھ سے مکت کرایئے۔ تب اگست نے اپنے لوگوں کے اچھا پر سارے سمندر کو ایک جڑ میں پی لیا۔ تب دیوتاؤں نے جاگ کئی دیوتاؤں کو اگست کے گھٹا اُتار دیا۔ باقی اٹھک بھاگ کھڑے ہوئے۔

۲۔ ایک دفعہ برہم ہتیا کے کارن اندر کے اندر آسن سے گرائے جانے پر راجہ نہوش اندر بنے تھے۔ اندر پردی پاکر راجہ نہوش نے پی پڑتا اندر رانی کو اپنے حلقہ ذوجیت میں لانے کی خواہش کی۔ اندر رانی اس سے بڑی بے چین ہو کر برہم ہتیا کے پاس گئی۔ اور ان سے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کا اُچار لوجھا۔ تب برہم ہتیا نے اسے ایک مخربیتائی کرڈہ واقعہ نہوش سے ایسے کہ اگر اس کو تیری حیا ہے۔ تو ایسی پالکی پر سوار ہو کے آوے۔ جس کو ریشیوں اور غنیوں نے اٹھایا ہوا ہو۔ جس پر راجہ نہوش نے ریشیوں میںوں کو پکڑ لیا۔ اور سواری میں جوت دیا۔ اور کام کے نام سے جوئے ہرشی نے جلدی پہنچنے کی خاطر ریشیوں میںوں پر کوٹے پر سارے شروع کر کے۔ اور جلدی کے لئے سر پہ سر پہ شبد کا استعمال کیا۔

ہرشی اگست سے میںوں کی بدوٹ دیکھی نہ گئی، اور جھٹے راجہ نہوش کو سراپ دیا کہ وہ سر پہ بوجھے۔ اس طرح سے انہوں نے ہم۔ ہرشی اگست نے اگست سنگھ نامی کو کھانا پانے کیلئے

ان سامیڈ ورنہاں

ریویو۔
اوم کھن ویرن اور کھن مشن ادیب اور شاعر شری کھن تھے صاحب کھنہ صفی فی ہے بی بی ریویا مٹھیا مٹھیا پنچہ فکر ہے کتاب کیا ہے۔ کرشن پریم سے چھلکا ہوا ایک پیالہ ہے جس کے ایک ایک لفظ اور طرے پر پرامت ترک رہا ہے۔ ہندی بھاشا میں تو اس موضوع پر متعدد کتب موجود ہیں، لیکن انگریزی زبان میں اور وہ بھی نظم میں یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے زبان نہایت شستہ اور عام فہم اور طرز بیان نہایت دلکش اور مؤثر ہے۔ انگریزی دان اچھا کیئے جو ہندی سے بے بہرہ ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ از بس مفید ثابت ہوگا۔

ہم نے زور سفارش کرتے ہیں کہ کتاب زیر تبصرہ کی کاپیاں صرف سرگرمی اور غیر کاری درگا ہوں کے کتب خانوں میں رکھی جائیں، بلکہ نقاب ظلم کی کتب میں بھی اسے جگہ دی جائے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کتاب زیر تبصرہ کے متعلق تو۔ پی کے ٹی کے بڑے کالجوں کے کئی اور فاضل پروفیسر صاحبان نے بڑے شاندار سپر ایس ایس ایمتی آرٹ کا اظہار کیا ہے اور مصنف کو داد دینے میں بڑی فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ انکی قابل قدر ارا کتاب کے اخیر میں بطور تہنہ دیج ہیں اور کتاب کی ادبی اور محاسنی محاسن کی ضامن ہیں۔ کتاب زیر تبصرہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگرچہ اسکا مصنف ہونڈا ہے، لیکن اسکے قابل مصنف نے اپنی جدت طبع اور زور قلم سے اس میں ایک خاص کشش اور چھوٹا پن پیدا کر دیا ہے جس کیلئے وہ ہمارا کبا کے مشق میں محترم صفی صاحب کا کلام اردو، ہندی اور فارسی میں تو قارئین اوم کے سامنے آتا ہی رہتا ہے۔ یہ کتاب لکھکر انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انگریزی زبان پر انہیں کتنا عبور و حاصل ہے۔ کتاب کی چھپائی عمدہ اور قیمت درمیانہ روپہ ہے کتاب دفتر رسالہ اوم سے بھی مل سکتی ہے۔

ایڈیٹر رسالہ اوم دہلی

۴۲ سماج کی مرزاؤ کو قائم کیا۔

۳۔ جھگوان شری رام بن باس کے سے اگست تھی کہ اشرم پر پد چارے اور انہوں نے بڑی فخر انگیزی اور پریم سے جھگوان رام کا سو اگست شکار کیا۔ اور انہوں نے جھگوان رام کو کئی طرح کے شسترو اُتر دیئے اور سو پتھان کی دوسری تالی اور جھگوان رام نے لٹکا کے تھیں لیکن اُتر دیئے شسترو کے کو بار بار دیئے تھے۔

بھگوان ویدویاس جی کے چرنوں میں

از قلم
شری لاکشمنہ دھل
(خوشاب لوی)

دہلی

(اننت گرنتموں کے رچیتا۔ بھگوان ویدویاس جی کے چرنوں میں لُچا کے رُوپ میں شاعر کے آئو۔ جن آئوؤں کے دامن میں سچائی کے طوفان جھلک رہے ہیں۔ برتو وہ آنکھ والوں کو نظر آئینگے، بظاہر کچھ شکوہ دکھائی دے گا۔ مگر باطن میں حقیقت کے درشن ہوں گے۔ کیونکہ نئے فیصدی گفتا و جب آپ کو آجکل ایسے ملیں گے)

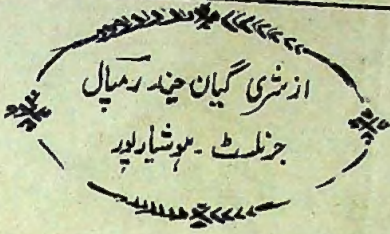
دھیان پور روک سمجھو جو ہم سمجھاتے ہیں۔
آج کی لُچا نہ شہ پہ آئے اُدبھت پوہا!
کسی پرکار بھی لوگ یہ نہیں ہیں جو لُچا کے
برساتی تکیہ دلوں کے سڈرش آتین موکر
بال سنوار کے شیو بنا کے سینٹ لگا کے
گھر دی گھر دی دکھلاتے ہیں یہ گھر دی ہاتھ کی
منگلا چرن کے بعد گیت فلمی جلتے ہیں
آکی رچناؤں سے ان کو میر نے شاید
کوئیں کی اینٹ، کہیں کا تھر جوڑ جوڑ کر
کوئیا میں سدا ہانستہ آفج کی جھانچ پھر
گیت یہ میں نے وہاں لکھا، یہ وہاں الپا
گیا گا کرتا می اسٹیل ڈھنوں پر گانے
رم، کرشن آوی کے سترے گن تو گانے نہیں سکتے
شواہ برتاپ کا نام نہیں ان کے بھجنوں میں
ویدو شاستروں کے دشمن تکرے نہیں ہیں
کچھ اپنے اتہاس کا ان کو بیان نہیں ہے
شدھ سنگت کے نام سے بھی رچیت نہیں کرتے
ریڈیو اسٹیشن کا مارگ ملک نہ خا میں
رگھوپتی راگھو را جا رام" الپین مکھ سے
فامی دھن جب ہار موہیم پر جیتی ہے
مطلب رکھتے ہیں اپنے حلوے مانگے
جنتا جائے کھائی نہیں یا گھونرک میں!

ایہ لکھا کر چوٹ تار دل کے جو کچھ گاتے ہیں
اشرو دھار میں دل کے ٹوک نہیں آتے ہیں
آپ کے نام یہ کوہا اپنی کروا تے ہیں
ویاس گدی کی شریف کھنٹیں کے جاتے ہیں
ویاس گدی پر بیٹھ کے آنکھیں ملکا تے ہیں
بار بار شیو دھرتی سرکا تے ہیں
تسلی میرا۔ سترے کے یاد کو کھاتے ہیں
اپنی ملک بندی کے گونے برساتے ہیں
حار پانچ آنے کی پستک چھوڑا تے ہیں
گفتا و جب کے ساتھ کوئی بھی نہ ملتا ہے
بے تکی باتوں سے بات بنا جاتے ہیں

واتا ورن میں اک در گدھ کھیلاتے ہیں
بھارت سنگھ کی گھوڑی بار بار گاتے ہیں
دھرو، برہما دی گاتھاؤں سے گھبراتے ہیں
گفتا وشار دی دم ساتھ لگا لاتے ہیں!
پر اتہاس کیسری بن کر آ جاتے ہیں
پر سنگت کرن اور بھوشن کھلاتے ہیں
نام کے ساتھ "ریڈیو سنگر" لکھواتے ہیں
"ہما منتر" سے، جنتا کو یہ بتلاتے ہیں
ست سنگھی سب "سدا مال" پہنچ جاتے ہیں
چوکتے ہیں۔ لوگوں کی جھلک کو ہی پاتے ہیں
یہ تو اپنا آؤ سیدھا کر جاتے ہیں

آپ نے دودھ پلایا گھاس کے پتے کھا کر
وہن کرتے ہیں پراپت ہم ان کو دودھ پلا کر

ایک سچی واقعہ



عقیدت کا کثرت

گذشتہ عرصہ قریباً ۲۸-۲۹ سال کا ذکر ہے، کہ موضع بھوری کے ضلع سیال کوٹ (پاکستان) میں ماہن ایک غریب مسلم خاندان کی عورت تھی۔ ۳۱ کا خاندان بھی ایک غریب طبع آدمی تھا۔ مگر بڑا ہی دانشمند تھا۔ لوگوں سے انواع و اقسام کے دھار مک خیالات متعلقہ خدائی عبادت وغیرہ کے سنے کا دلی خواہشمند تھا۔ اپنے گاؤں میں معمولی کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا۔ یہی اس کا ذریعہ معاش تھا۔ اور ایشور یا دیں کچھ دفت صرف کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا تھا۔ اس درجے لوگوں میں اس کی کافی عزت و توقیر تھی۔ علاوہ ازیں بچارے کا اگرچہ ایک ہی آنکھوں سے اندھا لڑکا تھا، مگر بڑا ہی خوش و خرم رہتا۔ اور مارے خوشی کے بھولتا نہ سماتا۔ عوام میں چرچا ہو گیا۔ کہ یہ ایک خدا رسیدہ بزرگ ہے..... !

جنوری کا مہینہ تھا۔ موسم سرما خوب جون رہتا۔ درست ہے کہ سردی ان ایام میں ہر ایک چیز کو زیر کر لیتی ہے۔ معاً ماہن کو اپنے میکے سے ایک چٹھی آگئی، کہ "چٹھی دیکھتے ہی فوراً میکے پہنچو! جسے چٹھی کیا تھی، گویا ملک الموت کا خطبہ تھا۔ بس پھر کیا تھا۔ بچاری نے ایک چھوٹی سی گھڑی باندھی، اور گاؤں سے روانہ ہوئی۔ راستے میں جب گاؤں سے چار میل دور نکل آئی، تو ایک جٹا دھاری سادھو کو بیٹھا ہوا پایا۔ اس کے پاس دو تین آدمی بیٹھے ہوئے اس میں باتیں کر رہے تھے۔

ماہن سادھو کے پاس گئی، اور نہسکار کیا۔ سادھو نے آشرم وادھی اور کہا، کہ دیوی! تو کیا چاہتی ہے؟ ماہن نے ہاتھ جوڑ کر کہا، جگدن، کچھ نہیں، جہانمانے دوبارہ کہا۔ دیوی! گھبرانے کی کوئی بات نہیں، جو من کی آشا ہے، بخوشی کہو۔ آخر ماہن نے عاجزانہ طور سے کہا، جہاراج! میرا ایک ہی چھوٹا سا لڑکا ہے، مگر وہ جنم سے نابینا (اندھا) ہے۔ آپ کچھ کر پادری شی کریں۔ اور میرے پیارے لخت جگر کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو جائیں۔ تو آپ کی یہ شفقت تازہ نیست فراموش نہ کروں گی۔

سادھو کہاتے۔ سچے، پر بھوکے بھگت تھے۔ دل میں کچھ سوچ کر۔ "دیوی، جادو! ایک نہایت ہی سادھارن طریقہ ہے کہ اگر تم صدقہ دہنی سے عمل کرو گی، تو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گی۔" البتہ سُر و شکستان، کچھ پر جہان ہوں گے، تمہاری دلی مراد پوری ہو جائیگی۔ اور وہ لڑیں ہے۔ کہ "تم سیتلا مندر پر چل چڑھا یا کرو۔ اور منگل وار کو "برت" دھارن کیا کرو۔ پھر تم کو حقیقی گوہر مقصود مل جائے گا۔ اس میں ایک لاز مضمحل ہے کہ تم صحیح معنوں میں دیوی کی پکار بن جاؤ گی۔ اور اس بیسویں صدی میں پنجاب بھر میں شہرت کی مستوجب ہو گی!"

ماہن اجازت حاصل کر کے سادھو کے آسن (استھان) سے روانہ ہوئی۔ اور شام کو منزل مقصود پہنچ گئی۔..... چپکے سے گھریں داخل ہوتے ہی معلوم ہوا کہ والد بزرگوار بستر علالت پر پڑے ہوئے ہیں۔ حکیم مرض کی تشخیص میں مشغول ہے۔ گھر کے دیگر عزیز و اقارب سکوت کے عالم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر انتہائی کوشش سے قدمے آرام کیا۔ تو سب کی جان میں جان آئی۔

چنانچہ ماہن نے واسی جانے کی اجازت مانگی۔..... سب نے ہر چند دوا، مگر وہ جل پڑی..... راستے میں پھر اسی سادھو کے استھان پر آئی۔ تو وہاں کچھ نہ پایا۔ نہت ہی حیران و ششدر ہوئی۔ مایوسانہ انداز میں تمام مسافت پیدل طے کرنے کے بعد شام کو اپنے گھر پہنچ گئی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد ایک دن یکا یک بیٹھے بیٹھے چونک پڑی، اور اسے سادھو کی بات یاد آگئی! کہ سیتلا

مندرجہ ذیل چڑھا کر دو۔ مگر میں تو بھول گئی تھی۔ اوم، پر بھو! مجھ بد قسمت کو معاف کرنا۔ مجھ اہل گن سے سخت غلطی ہو گئی ہے۔ اب غفور و رحیم چاہتی ہوں۔

خوشد اپنی آخری منزل طے کر رہا تھا۔ رات بعد چاروں طرف سیاہی مودار ہوئی۔ بچاری غمزدہ مانن نے حب معمول کھانا کھایا۔ اور سو گئی۔ ارات کو خواب میں کیا دیکھتی ہے، کہ خود بھگوان کے دربار میں کھڑی گناہ کی معافی مانگ رہی ہے۔ بالآخر معاف کیا جاتا ہے، کہ درحکم صادر ہوتا ہے، کہ کل سے تم دیوی کی انکیا پان کرتے ہوئے دوزخ سے تیرا مندر پر جل چڑھایا کروا تمہارے سب منور تھوڑے ہوں گے۔ اس بات کی مطلق پرواہ نہ کرو۔ کہ تم غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ میں ہمیشہ اپنے بھگوان کی ہر ممکن طریقہ سے رکھنا کیا کرتا ہوں، اس لئے مطمئن رہو۔ لا

صبح مانن بیدار ہوئی۔ رات والے خواب کی یاد میں محو ہو گئی، اور گھر کے کام کاج سے متفرق ہو گئی۔ کسی کی بات دل کو نہ بھائی! اب اُس نے لوگوں کو دھارمک کام اور پر بھو بھگتی کرنے کی تلقین شروع کر دی۔ علاوہ ازیں اپنے گھر کے آدمیوں کو بھی اس راستہ پر لانے کی پریرنا کرنے لگی۔ اور خود سادھو کے حب احکم منگلوار کا برت رکھنا شروع کر دیا۔ اور گاؤں کے باہر سینٹا مندر میں جا کر ہر روز باقاعدہ جل چڑھایا کرتی۔

رفتہ رفتہ محلے والوں کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی، کہ مانن نے اب بھگتی کا دھرم شروع کر دیا ہے۔ اس اثنا میں بعض منہیلے لوگ اس کو دیوانی بھی کہنے لگے، مگر اس نے طعن و تشنیع کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور اپنا کام بدستور جاری رکھا۔ آخر ایسا کہنے کرتے جب عرصہ قریب ایک سال کا ہو گیا، تو اچانک ایک دن، جب وہاں جل لے کر گئی۔ تو کیا دیکھتی ہے، کہ وہاں ساکھشات گن کی جوت (لاٹ) جل رہی ہے۔ عورت ذات تھی، ڈر کے مارے سم گئی۔ اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ کچھ دیر کے بعد قدم سے ہوش آیا۔ تو اٹھی، اور گھر کو واپس آ گئی۔ آتے ہی کیا دیکھتی ہے، کہ درکار جو جنم سے ناپید (اندھا) تھا۔ بالکل بینا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں روشنی آ گئی۔ اس پر خوشی کے شادی نے بچنے لگے۔ اور بچے ماتا۔ ”بچے دھرم کے ملک شکات لغزوں سے آسمان کو رنج آٹھا۔ گاؤں کے تمام لوگ اور دیگر وہ اصحاب جو ایسی باتوں پر اعتقاد نہ رکھتے تھے، وہ سب اس انوکھی بات کی تصدیق کرنے کیلئے آئے اور وہاں بے شمار خلقت جمع ہو گئی۔ ان واحد میں یہ خوبصورتی کی طرح قرب و جوار کے دیہات میں پھیل گئی۔ ہر فرد بشر کی زبان پر یہ مشہور تھا، کہ کلجگ میں دیوی پرگٹ ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ جادو آخر خبر قریب کے ایک ساہوکار پر بھی بھگت کے کاغذوں تک جا پہنچی۔ اس نے وہاں جا کر اس امر کی تسلی کی۔ اور برطانیہ کی خوش موافقت۔ بس پھر کیا تھا، ہفتہ عشرہ کے قلیل عرصہ میں ہی وہاں ایک چھوٹا سا مندر بنوا دیا۔ اوریش کا بھاگی بن کر عوام سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اب مانن اسی دن سے ہی دیوی کی ”بجارت“ بن گئی ہے!

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی ملکی گریڈ (مبارہ) تک وہاں ہزاروں شردھالو یا تری دور دراز سے درشنوں کو آتے رہے۔ گرمیوں کے موسم میں وہاں ایک بڑا بھاری میلہ اور یک ہوتا تھا۔ اور ہزاروں دیوی کے بھگت چوٹی کے جہاتا، اور سنگیت کلاکار میلہ میں آکر رونی بڑھاتے تھے!

ضلع ریالکوٹ کے ہزاروں شردھالو تری بجارت ورش میں آچکے ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا بخوبی علم ہے، اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، کہ سچے دل سے کہنی نشام بھگتی کا پھیل کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ اور یہ سچی عقیدت کا کرشمہ تھا، جو کہ میں نے ناظرین ”اوم“ دہلی کی تقریر طبع کے لئے پیش خدمت کیا ہے۔

گر قبول افتد رہے عود شرف!

تصانیف شری کاشی رام چاکلہ

زندگی کو کون بالطف بنانا
 لطف زندگی :- قیمت دو روپیہ - نہیں چاہتا۔ اس کیلئے یہ
 جانتا ضروری ہے کہ اسے کبھی کیسے بنایا جائے۔ اس سے آگے نہ بڑھنا
 نادانیاں :- قیمت سو روپیہ - انسان کی اس دنیا کی زندگی
 اور جہنم سے کیسے یہ سکھائے۔ یہ محض کرنا موقوفہ کتاب پڑھیے
 امریت کتب :- قیمت ریڑھ روپیہ - بھگوان نے امرت زہر دلوں کے
 زیادہ تر لوگ زہریلے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ امرت کے گھونٹ
 پینا چاہو۔ تو امرت کٹ کا مطالعہ کرو۔

ڈر آسا :- قیمت آٹھ آنہ - ذرا ذرا سی غلطی نہ پڑوای اور دیکھنا کیا
 مصیبت لاتی ہے اور ذرا ذرا سی احتیاط اور خبر داری کیا بہار دکھاتی
 ہے۔ اس میں پڑھو۔

ادب شری گروہست :- قیمت ایک روپیہ - گروہست کو بزرگ کہتے
 ہیں۔ یہ سب سے بڑی کتاب ہے۔

بنایا جائے۔ گروہست جوین کو سکھ کا بہنڈا کس طرح بنایا جائے۔ اس کتاب
 میں آپ کو سب ایسے گرو ملیں گے۔

غیرت دس آنہ - نفاق اور دوش کتنا نقصان کئے ہیں
 پریت سنہ - پریم اور طلب کتنا لالچ بچاتے ہیں انکا پورا حال اس میں پڑھو

گیت کی تعلیم روزانہ زندگی میں
 شامل کر کے جوین کو کیسے سکھائی اور
 شانت بنائیں۔ ان کے مطالعہ سے
 بخوبی واضح ہو جائے گا۔

قیمت کی ریڑھ روپیہ - اسلام کی سچی تعلیم
 قرآن شریف اور حدیث
 زندگی کا معیار کیا بتاتے ہیں۔ اس میں دیکھئے۔

شاخ منتر - قیمت لہر
 آئندہ تو تیرے ہاتھ میں
 لاکھ لاکھ کی ایک با - ۵
 جیون جوتی قیمت ۵
 چلے بچے " ۵
 جیون آئندہ ۵
 جیون موت ۵
 جیون آئندہ ۵
 جیون موت ۵
 جیون آئندہ ۵
 جیون موت ۵

بولوں کی جان اور شان

بیلی بوٹ پش



روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں